REGD. No. P. 67

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۳ اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۰ اکتوبر بوقت ۸ بجے صبح ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی مگر شام کچھ وقت کچھ بے چینی کی تکلیف ہو گئی۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعا کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۱۰ اکتوبر۔ کل بروز جمعۃ المبارک محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب آف یادگیر کی طرف سے تمام احباب قادیان کی ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔ چنانچہ بعد نماز عصر تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تمام مقامی مرد و زن نے اجتماعی کھانے میں شرکت کی۔ بعدہٗ محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے دعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ محترم سیٹھ صاحب کے کاروبار میں برکت دے اور جملہ متعلقین کو ہر فکر و بلا سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

قادیان۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال پاکستان تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ بسفر و حضر میں اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو اور خیریت کے ساتھ قادیان واپس لائے۔ آمین۔

چرچ انسانی قلوب پر فتح پانے اور انہیں عیسائیت کا گرویدہ بنانے میں ناکام ہو رہا ہے

عین ممکن ہے کہ افریقہ میں اسلام عیسائیت کو شکست دیکر اس کی جگہ لے لے

برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری ریورنڈ جے۔ ٹی۔ واٹسن کا اعتراف

آج افریقہ میں اسلام اور عیسائیت کے مابین ایک زبردست روحانی جنگ لڑی جا رہی ہے دونوں ہی ایک دوسرے کو شکست دے کر پورے براعظم پر چھا جانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ ہر چند کہ دونوں اپنا پورا زور لگا رہے ہیں تاہم مقابلہ ظاہری ساز و سامان سے برابر کا نہیں ہے۔ ایک طرف تو عیسائی پادریوں اور منادوں کی زبردست جمعیت ہے اور دوسری طرف جماعت احمدیہ کے بے سر و سامان چند سرفروش مجاہد۔ ایک طرف سو سالہ مشنری سرگرمیوں کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی کامیابیوں اور بڑی بڑی عیسائی حکومتوں کی امداد و اعانت کا نشہ ہے اور دوسری طرف غریب فاقہ کش، در تہیدست دکھائی دینے والے مبلغین اسلام کا ایک نہایت ہی مختصر طائفہ۔ ایک طرف ہزاروں اسکول، بڑے بڑے ہسپتال، مشن ہاؤس اور عالیشان گرجا ہیں اور دوسری طرف چند ایک مدارس اور بہت قلیل التعداد مساجد۔ قلیل التعداد اس لئے کہ ان کی تعداد چند سو سے زیادہ نہیں۔ ایک طرف وسائل کی بہتات ہے اور دوسری طرف وسائل کا یکسر فقدان۔ الغرض ظاہری ساز و سامان اور وسائل کے اعتبار سے وہاں اسلام کی مثال ایک ننھی سی چڑیا کی سی ہے جو باز ہی نہیں بلکہ اپنے سے سینکڑوں ہزاروں گنا زیادہ ہیبت ناک اور طاقتور عقاب پر جھپٹنے اور اسے ختم کر دینے کی کوشش میں مصروف ہو۔

دنیا حیران ہے اور اس کی یہ حیرت بے محل نہیں کہ اس ننھی سی چڑیا میں یہ ہمت و جرأت اور عزم و حوصلہ کہاں سے آ گیا جس نے اسے اپنے سے ہزاروں گنا زیادہ طاقتور اور مہیب دشمن سے نبرد آزما ہونے پر آمادہ کر رکھا ہے۔ دنیا اس عزم و حوصلہ اور ہمت و جرأت پر ہی حیران نہیں ہے بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر حیرانی اسے اس بات پر ہے کہ یہ ننھی سی بے حیثیت چڑیا ہر قدم پر عقاب کو شکست دے کر ایک مورچہ کے بعد دوسرا مورچہ سر کرتی اور برابر آگے ہی آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس پر حیرت و استعجاب کا اظہار خود عیسائی پادری اور منادکر رہے ہیں چنانچہ ان کی طرف سے آئے دن ایسے بیانات شائع ہوتے رہتے ہیں جو اسلام کے ان بے سر و سامان اور تہیدست دکھائی دینے والے مٹھی بھر مجاہدین اسلام کے بالمقابل خود ان کی ناکامیوں کے اعتراف پر مشتمل ہوتے ہیں۔ گزشتہ سال برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری ریورنڈ جے۔ ٹی۔ واٹسن (REV. J. T. WATSON) نے ایسا ہی ایک بیان کیپ ٹاؤن میں دیا تھا۔ وہ کینیا کے مقام نیروبی میں بائیبل سوسائٹیوں کے سیکرٹریوں کی دس روزہ کانفرنس میں شرکت کے بعد برطانیہ واپس جاتے ہوئے راستہ میں ایک دو روز کے لئے کیپ ٹاؤن میں ٹھہرے تھے۔ ان کا یہ بیان افریقہ کے قریباً تمام اخباروں میں شائع ہوا۔ ذیل میں ہم سیرالیون کے شہر فری ٹاؤن سے شائع ہونے والے اخبار "ڈیلی میل" میں شائع شدہ خبر کا ترجمہ درج کرتے ہیں۔ اخبار مذکور نے ریورنڈ واٹسن کے بیان پر مشتمل خبر شائع کرتے ہوئے لکھا:۔

"کیپ ٹاؤن۔ برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری ریورنڈ جے ٹی واٹسن نے آج کیپ ٹاؤن میں اس خیال کا اظہار کیا کہ یہ بات عین ممکن ہے کہ قریب مستقبل میں اسلام افریقہ کے عوامی مذہب کی حیثیت سے عیسائیت کو شکست دے کر اس کی جگہ لے لے۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ دنیا کی آبادی دس لاکھ نفوس فی ہفتہ کے حساب سے بڑھ رہی ہے لیکن مسیحی چرچ دنیا کی روحوں کو جیتنے اور انہیں عیسائیت کا گرویدہ بنانے کی جد و جہد میں ناکام ہوتا جا رہا ہے۔

مسٹر واٹسن دو روز کے لئے کیپ ٹاؤن آئے ہوئے ہیں۔ آپ افریقہ میں بائیبل سوسائٹیوں کے سیکرٹریوں کی دس روزہ کانفرنس میں شرکت کے بعد کینیا کے مقام نیروبی میں منعقد ہوئی تھی انگلستان واپس جاتے ہوئے کیپ ٹاؤن تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے کہا مجھے افریقہ میں زیادہ عرصہ ٹھہرنے کا موقع نہیں ملا ہے اس لئے میں افریقہ کے نئے آزاد ملکوں میں غیر ملکی پادریوں اور ان کی کلیسیائی تنظیم کے خلاف مخالفانہ جذبہ سے پورے طور پر آگاہ نہیں ہوں تاہم موجودہ صورت حال فوری توجہ کی محتاج ضرور ہے ہمیں چاہئیے کہ ہم مقامی پادریوں کے لئے اپنے دروازے کھول دیں اور اگر ہمارا وہاں سے چلا آنا ہی بہتر ہو تو چلے آئیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام افریقہ میں برابر ترقی کر رہا ہے۔ اگر ایک شخص عیسائیت قبول کرتا ہے تو اسلام اس کے مقابلہ میں دس افراد کو اپنا حلقہ بگوش بنا لیتا ہے۔ ابھی موقع ہے کہ ہم اپنے آپ کو سنبھال لیں ہمیں اس موقعہ سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئیے لیکن اس امر کا قوی امکان موجود ہے کہ ہم اس موقعہ کو گنوا دیں گے نتیجہ یہ ہو گا کہ اسلام عیسائیت سے بازی لے جائے گا۔" (ڈیلی میل۔ فری ٹاؤن ۱۸ نومبر ۱۹۶۳ء)

قادیان دار الامان میں جماعت احمدیہ کا ۷۳ واں

جلسہ سالانہ

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال بھی جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کے لئے ۱۸، ۱۹ اور ۲۰ دسمبر ۱۹۶۴ء کی تاریخیں رکھی گئی ہیں تا کہ دوست کرسمس کی چھٹیوں اور کرسمس کے دنوں میں ریلوے کے رعائتی کرایہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر اس کی برکتوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

لہٰذا جملہ احباب جماعت عہدیداران اور مبلغین کی خدمت میں درخواست ہے کہ جمعہ اور دیگر جماعتی اجتماعوں کے مواقع پر یہ اعلان جلسہ سالانہ تک کرتے رہیں اور زیادہ سے زیادہ احباب و زیر تبلیغ دوستوں کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک فرماتے رہیں تا کہ زیادہ سے زیادہ دوست اس میں شامل ہو کر علمی اور روحانی برکات حاصل کر سکیں۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

مکہ صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ اخبار بدر قادیان - مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۴ء

یہ فلمی دُنیا

فلموں میں لوگوں کی دلچسپی دن بدن کس قدر بڑھ رہی ہے اُس کا پتہ نہ صرف یہ کہ سینما گھروں کے باہر بھاری بھیڑ اور فلمی رسالوں کی روز افزوں مانگ سے چل سکتا ہے بلکہ اگر آپ کو کسی وقت ریل میں سفر کرنے کا موقعہ ملا ہو تو ماڈرن طرز کے بھکاریوں کے چہرے مہرے اور طور طریق سے اس کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ آج سے پندرہ بیس سال پہلے جب کبھی آپ ریل میں سوار ہوئے ہوں گے تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایک نوعمر بچہ آپ کے کمپارٹمنٹ میں داخل ہوا۔ اس نے چند درد انگیز اشعار سنانے شروع کئے جن میں نوعمری کی حالت میں والدین کے سایۂ عاطفت سے محرومی کا ذکر تھا سننے والوں کا دل بھر آیا ایک پیسہ دو پیسے بچے کے ہاتھ میں دے دیئے۔۔!! یا کوئی اندھا فقیر آیا اس نے بھی اسی رنگ کی صدا لگائی کہ بابا آنکھیں بڑی نعمت ہیں اس سے محروم ہوں۔ آپ لوگوں کو یہ نعمت حاصل ہے اس لئے بطور شکرانہ مجھ غریب کی مدد کریں۔ لوگوں نے ترس کھایا اور حسب توفیق اندھے فقیر کو خیرات یا پیسہ دو پیسے دے دیئے۔۔!! مگر اب وہ صورت حال نہیں رہی اب تو اس جگہ بھی فلموں کا اثر نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ ایک یتیم لڑکے سے لے کر اندھے فقیر تک سبھی فلمی گیتوں کے ایسے رسیا اور مشاق ملیں گے کہ ریل کے ڈبے ہی میں آپ کے لئے سینما ہال کا پورا سماں پیدا کر دیں گے۔!! اور ایک دو پیسے کے عوض نہ جانے کس کس فلم کے نادر گیت گا گا کر حاضرین کو محظوظ کریں گے۔!!

الغرض۔ یہ بات تو اب بالکل حقیقت بن کر سامنے آ رہی ہے کہ نوجوان طبقہ روزمرہ کی زندگی اور اپنی تعلیم کا باقاعدہ اس قدر دلچسپی نہیں رکھتا جس قدر اسے فلمی دنیا سے دلچسپی حاصل ہے سینما کو اس وقت سب سے بڑی اور سب سے سستی تفریح قرار دیا جاتا ہے۔ مگر افسوس کہ اس نام نہاد تفریح کے ساتھ ساتھ ہیچ پوچ کے تعلیمی اور اصلاحی پہلو کو قطعی طور پر نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ آج عملاً معاشرہ میں جس طور پر بے راہ روی در انداز ہو رہی ہے اس کا بڑا منبع درحقیقت یہی سینما کی لعنت ہے جس کے پردوں پر مختلف قسم کے اخلاق سوز نظارے دیکھ کر انسانی ذہن اُن سے نہایت سرعت کے ساتھ متاثر ہوتا اور ذہنیت میسر آنے پر اپنی زندگی میں ان کا تجربہ کرنا چاہتا ہے نہ صرف یہ بلکہ فلمی اداروں کی پرکشش زندگی اُن کو اس بات پر رجھاتی ہیں کہ آشفتہ حالی

ان سب کے حالات دیکھ کر قدرتی طور پر نوجوانوں کی رغبت اس طرف بڑھ رہی ہے۔ بطور مثال اخبار پرتاپ جالندھر کے فلمی ایڈیشن مورخہ ۲۰؍۹ میں سوال و جواب کے کالم کے تحت شائع ہونے والے دہلی کے وحید احمد نامی ایک مسلم نوجوان کا سوال اور فلم ایکٹریس کی طرف سے اس کا جواب ملاحظہ ہو۔

(س) میں ہیرو بننا چاہتا ہوں اور میرے دوست مجھے زیرو کہتے ہیں کہئے میں کیا کروں؟ میری دلی خواہش ہے کہ میں فلموں میں کام کروں خواہ فلم کمپنی والے مجھے دربان کیوں نہ بنا دیں لیکن میں فلمی آرٹ ہی کمانا چاہتا ہوں۔۔۔ پلیز۔ اس سلسلے میں میری مدد کیجئے؟

(ج) کیا آپ کسی ایکٹریس کا ڈرائیور بننا پسند کریں گے اس سے بھی تو آپ فلمی کہلائیں گے؟"

آپ نے برخوردار کی دلی تمنا کا مشاہدہ کر لیا! اس سے نوجوانوں کے خیالات کی پرواز کا اندازہ کریں۔ یہ نوجوان نہیں جانتے کہ اس وقت ملت کا مذہب اُن کا وطن کس بات کا تقاضا کرتے ہیں۔ اور اس کے مطابق انہیں اپنی عملی زندگی میں محنت مشقت سے کام لیتے ہوئے سبقت لے جانے کی ضرورت ہے۔ غور تو کریں کیا ایسے افراد ملک و ملت کے لئے کہاں تک فائدہ رساں ہیں اور اس کی قسمت بنانے والے بن سکتے ہیں؟

ایک افسوسناک واقعہ راقم الحروف کا اپنا چشم دید ہے جبکہ پچھلے دنوں جماعتی دورہ کے سلسلہ میں کلکتہ وارد ہوا تو ایک روز ایک بارونق سڑک پر اپنے دوست رفیقوں کے ساتھ جا رہا تھا کہ تین طالب علم آٹھ نو برس کی عمر کے ہمارے بستے اٹھائے ہوئے سامنے سے آ رہے تھے۔ سڑک کی ایک جانب اونچی جگہ پر کسی فلم کا ایک بہت بڑا اشتہار آویزاں تھا۔ تینوں بچے اشتہار نما بورڈ کے پاس سے گزرے۔ ایک بچے نے اشتہار میں منقش فلمی ہیرو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا:۔

"میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی اس جیسا بن جاؤں۔!!"

اور دوسرے بچوں نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔ اور تھوڑی دیر تک بڑے اشتیاق کے ساتھ تصویر کو دیکھتے رہے۔

راقم الحروف اُن کی جملہ حرکات کو دیکھ رہا تھا اور اُن کی باتوں کو بخوبی سن رہا تھا میں نے اپنے ساتھیوں کی توجہ ان کی طرف مبذول کرتے ہوئے بتایا:۔

"دیکھا آپ نے!! نئی پود کے خیالات کی پرواز کہاں تک ہے۔ یہ بچے ابھی سکول سے لوٹ رہے ہیں۔ آج کے اسباق نے ان پر کچھ اثر کیا یا نہیں وہ تو اُن کی اس تمنا کے اظہار سے بخوبی ظاہر ہو رہا ہے۔ ان میں سے کسی کو یہ خواہش نہیں کہ وہ کوئی بڑا انجنیئر یا سائنس دان یا پروفیسر بننا چاہتا ہے۔ اور اس نے اپنے سامنے ایسے ناموروں کا خاکہ رکھا ہوا! کس قدر افسوسناک ہے یہ رجحان جو اندر ہی اندر نوجوانوں کے تابناک مستقبل کو تاریک بنا رہا ہے اور ملک کے قیمتی سرمایہ کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔

ہمیں فلم کے افادی پہلو سے انکار نہیں بلکہ ہمارے نزدیک انسانی ذہنوں پر گہرے طور پر اثر کرنے کے لحاظ سے فلم ایک عمدہ طریق ہے بشرطیکہ اس سے مخرب الاخلاق پہلو کو جدا کر کے صرف تعلیم اور اصلاح کے کام میں لایا جائے۔ اور فلم کی تیاری کے وقت تفریح کے ساتھ ساتھ تعلیمی اور اصلاحی پہلو کو بھی کماحقہ ملحوظ رکھا گیا ہو لیکن بڑی مشکل تو یہ ہے کہ فی زمانہ اصلاح معاشرہ کی بجائے روپیہ کمانے کو زیادہ ترجیح دی جاتی ہے جب روپیہ کمانا ہی مقصد ٹھہرا تو پھر اصلاحی یا تعلیمی پہلوؤں کی طرف کون توجہ دیتا ہے بالعموم فلمساز، نوجوان طبقہ کو سامنے رکھ کر فلمیں تیار کرتے ہیں۔ اس لئے کہ یہی طبقہ ان کا گاہک ہے۔ ان لوگوں نے نوجوانوں کے بگڑتے مذاق سے خوب فائدہ اٹھایا ہے۔ وہ فلم زیادہ کامیاب ثابت ہوتی ہے جس میں ایسے نیم عریاں مناظر بکثرت ہوں جو نوجوانوں کے جذبات کو انگیخت کرنے میں دوسروں سے بازی لے جائیں۔ چنانچہ فلموں میں عریانی اور فحاشی بڑھ رہی ہے۔ اور نتیجۃً معاشرہ کی حالت روز بروز تنزل کی طرف جا رہی ہے عام حالات میں اس کے لئے براہ راست فلم ساز ذمہ وار گردانے جاتے ہیں۔ حالانکہ پس پردہ نوجوان طبقہ کا وہ خطرناک رجحان اور بگڑا ہوا مزاج ہے۔ جو ان لوگوں کو دکاندار کی طرح ایسی کارروائیوں پر مجبور کر دیتا ہے جو گاہک کی پسند کا مال مہیا کر کے اپنی تجارت چمکاتا ہے۔ اس لئے فلمسازوں کو مورد الزام ٹھہرانے کے ساتھ اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ اصل منبع کی طرف توجہ کی جائے اور قوم کے نوجوانوں کے مذاق میں تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے در حقیقت فلم بینی بھی ایک نشہ کی طرح نوجوانوں کے دل و دماغ پر اثر کر چکی ہے۔ اور کوئی بھی قانون یا سزا ایکدم ان کا ایسا رجحان بدل نہیں سکتی۔ اس کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ ملک میں اصلاحی مجالس قائم ہوں مذہبی جماعتیں میدان میں اُتریں اور اپنے اپنے حلقہ اثر کے نوجوانوں کی اصلاح و تربیت کی طرف توجہ کریں۔ اگر ایسی کوششیں صحیح جذبہ اور پورے عزم کے ساتھ بروئے کار لائی جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ کوشش کے نتائج برآمد نہ ہوں۔

جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امام کا عمل نمونہ اس بارہ میں ایک شاندار مثال کی حیثیت رکھتا ہے۔ جبکہ آج سے تیس سال قبل حضرت امام جماعت احمدیہ نے ربانی منشاء پر

بیادِ رفیق مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر اعلی اللہ درجاتہ فی الجنۃ

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

جنّتی فی اللہ جو فاضل تھے محمدؐ یعقوب ماہرِ زود نویسی متخلص طاہر
منہمک خدمتِ دین میں سدھارے جنّت آہ صد آہ بہت جلد بحکمِ قاہر*

زُر غِبًّا کی رعایت پہ تزدد حُبًّا عشرے کے بعد وہ اکثر مرے پاس آ جاتے
ہوتی رہتی تھیں کئی علم و عمل کی باتیں کچھ مری سُنتے بہت اپنی ہی سنوا جاتے

خوب ازبر تھا انہیں سلسلے کا لٹریچر تھے تقاریر و تحاریرِ خلافت کے امیں
احمدیت کی تواریخ ز عبد القادر ان کی امداد و نظرِ ثانی کی ہوتی تھیں رہیں

سالہا سال آپ نے کیں جمع یہ خدماتِ لبشیرؓ اور اب ثانی خلافت کی وہ لکھ رہے تھے
آلِ عمران کی تفسیر وہ بعد از بقرہ آجکل نوٹوں کو ترتیب دیئے جاتے تھے

آہ وہ دوشنبہ کا دن پانچویں اکتوبر کی بیسوی سال ہے اُنیس سو چونسٹھ اکملؔ
تابعی ہوئے جگہ خاص صحابہ میں ملی ہم کو تڑپاتی رہے گی تری یادِ اجمل

* وھو القاھر فوق عبادہ (آیت کریمہ)

خطبہ جمعہ

جھوٹ ایک کیڑا ہے جو قوم کے برگ و بار کو کھا جاتا ہے

جماعت احمدیہ کے ہر فرد کا یہ فرض ہے کہ وہ سچائی کو اپنا شعار بنائے!

سچائی اختیار کرنے سے اگر شکست بھی ہو جائے تو وہ ہزار فتح سے بہتر ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۹ مارچ ۱۹۳۶ء۔ بمقام ناصر آباد

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
آج میں اختصار کے ساتھ ایک ضروری امر کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ انسانی تربیت کے نئے شعبہ جو نیک اخلاق کا تعلق ہے ان میں سے

سچ سب سے بڑا حربہ

ہے۔ اگر ہماری جماعت سچ کا ربند ہو جائے تو ہماری آواز بہت مؤثر اور نتیجہ خیز ہو سکتی ہے۔ اس زمانہ میں جھوٹ اس قدر عام ہو گیا ہے کہ سچی بات کا تلاش کرنا محال ہو گیا ہے مجالس میں علی الاعلان جھوٹ بولا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی شخص وہاں سچ بول دے تو ساری مجلس کی فضا بدل جاتی ہے۔ عدالتوں میں لوگ اپنی دوستی اور روپیہ کی خاطر خوب جھوٹ بولتے ہیں۔ اور ایسے طور پر بنا بنا کر جھوٹ بولتے ہیں کہ جج کو ان کے جھوٹ کا علم نہ ہو سکے اور جب عدالت سے باہر نکلتے ہیں تو اپنی چالاکی اور ہوشیاری دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے جج کو یوں دھوکا دیا ہم نے اس طرح بات کو بدل کر بیان کیا۔ گویا دوسرے لفظوں میں اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم ایسے اچھے جھوٹے ہیں کہ ہمارے جھوٹ کا جج کو بھی پتہ نہیں لگ سکتا۔ جج عالم الغیب تو ہوتا نہیں کہ اسے گواہوں کے سچے یا جھوٹے ہونے کا علم ہو جائے اس نے تو گواہوں کی شہادتوں کے مطابق ہی فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔

ایک بزرگ کے متعلق واقعہ

آتا ہے کہ انہیں اسلامی حکومت کی طرف سے ساری مملکت کا قاضی القضاۃ مقرر کیا گیا۔ یہ اتنا بڑا عہدہ ہے کہ بعض اوقات بادشاہ کو بھی اس کے حکم کے ماتحت چلنا پڑتا ہے۔ کیونکہ دین کے معاملہ میں آخری حکم قاضی القضاۃ کی طرف سے جاری کیا جاتا ہے۔ بادشاہ پر بھی اس کی فرمانبرداری لازمی ہوتی ہے اور اگر کسی شخص کو بادشاہ کے خلاف کوئی شکایت ہو تو وہ قاضی القضاۃ کے سامنے پیش ہونا پڑتا ہے۔ چونکہ اب لوگوں کو اپنے عہدوں کی ذمہ داریوں کا احساس پورے طور پر نہیں رہا۔ اور اگر کسی شخص کو کوئی دنیوی عہدہ ملے تو وہ خوشی کے مارے پھولا نہیں سماتا۔ اور وہ ذمہ داریاں جو اس پر اس عہدہ کی وجہ سے عاید ہوتی ہیں وہ اس کی نظر سے اوجھل رہتی ہیں۔ اور اگر اسے وہ عہدہ نہ ملے تو تاسف اور رنج اس کی طبیعت کو ایک عرصہ تک پریشان کئے رکھتا ہے۔ جب اس بزرگ کو

قاضی القضاۃ کا عہدہ

دیا گیا تو ان کے دوست انہیں اس بات کا احساس کرانے کے لئے کہ ہم بھی آپ کی خوشی میں شامل ہیں ان کے گھر پر مبارکباد دینے کے لئے آئے۔ جب وہ ان کے مکان پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ بچوں کی طرح زار زار قطار رو رہے ہیں۔ ان کے دوستوں نے انہیں اس طرح روتے دیکھا تو پوچھا کہ کیا کوئی حادثہ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے آپ اس طرح چیخیں مار رہے ہیں اور ساتھ ہی کہا ہم نے تو کوئی ایسا المناک واقعہ نہیں سنا ہم تو آپ کے قاضی القضاۃ ہونے کی خبر سن کر آپ کو مبارکباد دینے کے لئے آئے ہیں۔ اپنے دوستوں کی یہ بات سن کر انہوں نے پھر زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ اور کہنے لگے یہ مبارکباد دینے کا موقع ہے یا افسوس کرنے کا۔ جس کو آپ لوگ خوشی کا موقع سمجھتے ہیں۔ اسی کو تو میں رو رہا ہوں۔ یہ

رونے کی بات نہیں

تو اور کیا ہے۔ میں عدالت میں بیٹھوں گا ایک شخص مدعی ہونے کی حیثیت سے میرے سامنے آئے گا کہ ایک سال ہوا مجھ سے فلاں شخص نے اتنا روپیہ قرض لیا تھا اور اب واپس نہیں دیتا اور جو شخص مدعا علیہ ہونے کی حیثیت سے میرے سامنے آئے گا۔ وہ کہے گا کہ میں نے تو روپیہ لیا ہی نہیں یا یہ کہے گا کہ لیا تو تھا لیکن واپس کر چکا ہوں۔ اب مدعی کو بھی علم ہے کہ سچ کیا ہے اور مدعا علیہ کو بھی علم ہے کہ سچ کیا ہے۔ لیکن مجھ ایک تیسرے شخص کو اس بات کے لئے مقرر کیا گیا ہے کہ معلوم کروں سچ کیا ہے۔ حالانکہ مجھے معلوم نہیں کہ کون جھوٹ بول رہا ہے اور کون سچ کہہ رہا ہے۔ روزانہ ایک

اندھا عدالت کی کرسی پر

اس لئے بیٹھے گا کہ وہ دو سجاکھوں کے درمیان فیصلہ کرے۔ میں روتا اس لئے ہوں کہ جو مجھ سے غلط فیصلے ہوں گے ان کے متعلق قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے حضور کیا جواب دوں گا۔ ہمارے زمانہ میں تو عدالتوں میں

سچ بالکل ہی مفقود ہو چکا ہے

مدعی اور مدعا علیہ دونوں خوب دل کھول کر جھوٹ بولتے ہیں اور بعض لوگ تو بغیر کسی ضرورت کے اور بغیر کسی وجہ کے بے تحاشا جھوٹ بولتے چلے جاتے ہیں اور جھوٹ بولنا ان کی عادت ثانیہ ہو چکا ہے۔ میرے نزدیک ہماری جماعت بھی ابھی سچائی کے اس اعلیٰ مقام پر کھڑی نہیں ہوئی جس پر اسے کھڑا ہونا چاہیئے تھا۔ اور ابھی ہمارے تمام افراد میں

سو فیصدی سچ بولنے کی عادت

پیدا نہیں ہوئی۔ مومن کا کام ہے کہ جو بات اس سے پوچھی جائے اسے صاف طور پر بیان کر دے تاکہ پوچھنے والا کسی نتیجہ پر پہنچ سکے لیکن آج کل حالت یہ ہے کہ عوام کے نزدیک اس قسم کا جھوٹ جھوٹ سمجھا ہی نہیں جاتا۔ اور سچ بولنے کی وجہ سے جو شرمندگی اور ندامت اٹھانی پڑتی ہے اس کو برداشت کرنے کے لئے لوگ تیار ہی نہیں ہوتے

جھوٹ بول کر سرخرو ہونے کی کوشش

کرتے ہیں۔ جس وقت تک ہماری جماعت سچ میں اچھا نمونہ قائم نہیں کرتی۔ اس وقت تک کوئی بڑی تبدیلی پیدا کرنا ایک مشکل امر ہے۔ اگر ہمارے کارکن سچائی کے پابند ہو جائیں تو ہمیں معاملات کی حقیقت سمجھنے میں جو مشکلات پیش آتی ہیں وہ جواب ہمیں پیش آتی ہیں۔ چونکہ سچ کا قیام میرے نزدیک

نہایت ہی ضروری چیز

ہے اس لئے جہاں تک میرے ساتھ معاملہ ہے چاہے میرا کوئی بڑے سے بڑا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اگر اس کا بھی جھوٹ ثابت ہو جائے تو میں اس کے جھوٹ کو بھی نہیں چھپاؤں گا بلکہ کھلے بندوں اس کی غلطی کی طرف متوجہ کروں گا تا اسے اپنی

اصلاح کی فکر

ہو۔ اگر میں ان کے جھوٹ کو ظاہر نہ کروں تو آئندہ ایسے آدمیوں کو جھوٹ پر زیادہ جرأت ہو جاتی ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے جھوٹ کا کسی کو پتہ نہیں لگ سکتا۔ اگر ان کا جھوٹ ظاہر کر دیا جائے تو انہیں اپنی اصلاح کی فکر پیدا ہو جاتی ہے۔ سچائی تو اخلاق میں سے ایک بنیادی چیز ہے۔ اور جو شخص اپنے مکان کی بنیاد ہی ٹیڑھی رکھے۔ اس کی اوپر کی عمارت کیونکر سیدھی رہ سکتی ہے مجھے حیرت آتی ہے کہ ایک شخص [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

آتی بھی۔ ایسی بنے گا لیکن وہ

زندگی وقف

کرکے ان تمام امیدوں کے گلے پر چھری کا پھیر
دیتا ہے اور دین کے لئے ہر قسم کی قربانی
کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور اس
بات کا اقرار کرتا ہے کہ خواہ اسے افریقہ
بھیجا جائے یا امریکہ بھیجا جائے یا جاوا
سماٹرا بھیجا جائے یا چین یا جاپان بھیجا جائے
یا جہاں بھی اسے بھیجا جائے وہ بغیر عذر
کے وہاں جائے گا۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ
کس طرح حکومتیں اسے تکلیف دیں گی۔ اور
کس طرح اسے دوسرے لوگوں کے ہاتھوں
تکلیف اٹھانی پڑے گی لیکن وہ ان سب
باتوں کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور ان
سب باتوں کے باوجود اگر اس کا قدم سچ پر
نہ پڑے تو کتنی

افسوس کی بات

ہے۔ حالانکہ سچائی ایک ایسی چیز ہے جس
کی امید ہم ایک عام آدمی سے بھی رکھتے ہیں
اور سچائی ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے
ذریعہ تمام جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں۔ لمبے لمبے
مقابلات جو مدعی اور مدعا علیہ مدتوں لڑتے ہیں
کوٹھوں کی طرح کھاتے ہیں وہ بہت جلد ختم ہو
سکتے ہیں۔ لیکن حالت یہ ہے کہ مدعی نے کچھ
سچ میں جھوٹ ملانے کی کوشش کی ہے۔
اور مدعا علیہ بھی سچائی کو ایک طرف رکھتے
ہوئے اپنی جان بچانے کی کوشش کرتا
ہے۔

سیالکوٹ کا ایک واقعہ

ہے کہ دو فریقوں میں ایک جھگڑا چلا آتا
تھا۔ ایک فریق نے دوسرے فریق کی دعوت
دی۔ اور ان کو اپنے ہاں بلا کر ان میں سے
ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ اور قتل کرنے والوں
میں سے کچھ احمدی تھے اور کچھ غیر احمدی۔ ہماری
ہمدردی لازماً مقتول کے وارثوں کے ساتھ
تھی اور ہم نے ان کی مدد کرنے کا فیصلہ کر دیا۔
لیکن مقتول کے وارثوں نے چند ایسے
آدمیوں کے نام ناظموں میں لکھوائے جو اس
واقعہ کے دن گاؤں میں ہی نہ تھے یا جائے
وقوعہ پر ہی نہ تھے

محض عداوت اور دشمنی

کی بنا پر ان کو قتل میں شریک بتایا گیا جب
ہم نے دیکھا کہ وہ عداوت کی وجہ سے
کچھ ایسے آدمیوں کے نام ناظموں کی فہرست
میں شامل کر رہے ہیں۔ جو بالکل بے گناہ ہیں
اور جو اس واقعہ کے وقت وہاں موجود ہی نہ
تھے۔ اور صرف غلط بیانی سے کام لے
رہے ہیں تو ہماری ہمدردی ان کے ساتھ بھی
نہ رہی کیونکہ اگر ایک انسان کو قتل کرنا ظلم
ہے تو اسی طرح ایک ایسے شخص کو جس کا اس قتل
سے کوئی دخل نہیں اس پر الزام لگانا بھی تو ویسا
ہی ظلم ہے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ لوگوں کو کیا
ہوتا جا رہا ہے۔ جب کسی شخص سے اس
کے

دوست کے متعلق کوئی شہادت

تو وہ شروع کرتے ہی یہ کہنا شروع کر دے گا
کہ اصل بات یوں ہے۔ اور پھر ادھر ادھر کی
بے سروپا باتیں جن کا اصل بات سے کوئی
تعلق نہیں بیان کرتا چلا جائے گا۔ تاکہ قاضی کا
دماغ پراگندہ ہو جائے۔ اور وہ اصل بات
تک نہ پہنچ سکے۔ جب پوچھا جائے کہ فلاں
شخص فلاں جگہ گیا تھا تو بجائے اس کے کہ
جواب میں کہا جائے کہ ہاں گیا تھا یا نہیں گیا
تھا۔ وہ اپنے دوست کو بچانے کے لئے
لمبی کہانی شروع کر دے گا کہ اصل بات یوں ہے
اور پانچ سات منٹ تک

ایک بے معنی کہانی

سناتا چلا جائے گا تاکہ پانچ سات منٹ
میں سننے والے کا دماغ پراگندہ ہو جائے
اور اسے اصل بات بھول جائے۔ حالانکہ
مومن کا شیوہ یہ ہوتا ہے کہ جب اس سے
کوئی بات پوچھی جائے تو سیدھا سادہ جواب
دیتا ہے۔ اور ہیر پھیر اور دروغ گوئی کے
قریب بھی نہیں جاتا۔
کسی انسان کے ساتھ ہمدردی تو اسی
وقت پیدا ہوتی ہے جب سننے والے کو یقین
ہو کہ وہ شخص سچ بولنے والا ہے۔ اور واقعہ
میں اس وقت کسی مصیبت میں مبتلا ہے لیکن
جب ایک آدمی کی

ہر بات میں جھوٹ

پایا جاتا ہے تو کسی کے دل میں اس کے لئے
ہمدردی پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب بھی وہ کوئی
بات بیان کرے گا سننے والا سمجھے گا کہ یہ
مجھے دھوکا دے رہا ہے۔ ایسی حالت پیدا کر کے
وہ شخص خود اپنے آپ کو اس قابل بنا لیتا
ہے کہ اس سے ہمدردی نہ کی جائے۔ ہمارے
ملک میں

ایک قصہ مشہور ہے

کہ ایک لڑکا جنگل میں جانور چرانے جایا کرتا
تھا۔ ایک دن اسے یہ شرارت سوجھی کہ
گاؤں کے لوگوں سے مذاق کرنا چاہیئے۔
ایک ٹیلے پر چڑھ کر اس نے شور مچانا شروع
کیا شیر آیا شیر آیا دوڑیو۔ گاؤں کے لوگ
اپنے کام کاج چھوڑ کر اور لٹھ لے کر دوڑے
دوڑے وہاں پہنچے۔ مگر وہاں جا کر دیکھا کہ
لڑکا کھڑا ہنس رہا ہے۔ اور شیر وغیرہ کا نام و
نشان نہیں۔ جب انہوں نے اس سے پوچھا
کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہے تو وہ کہنے لگا۔
میں تمہارے ساتھ مذاق کر رہا تھا۔ لوگ غصے
اور ناراضگی کا اظہار کر کے واپس آ گئے۔
لیکن چند دنوں کے بعد سچ مچ وہاں شیر آ
نکلا۔ لڑکے نے شور مچانا شروع کیا۔

شیر آیا شیر آیا دوڑیو

اب گاؤں کے لوگوں کی حالت بالکل اور تھی۔
اب کنوئیں پر بیٹھا ہوا شخص حقہ پیتا جا رہا
تھا۔ اور کہہ رہا تھا کہ ایک دفعہ تو تم نے
ہم کو بے وقوف بنا لیا۔ کیا اب بھی ہم بے
وقوف بن سکتے ہیں۔ ایک دانے پیسنے والا
شخص دانے پیستا جا رہا تھا اور ساتھ ساتھ
کہتا جا رہا تھا کہ ایک دفعہ تو تم نے جھوٹ موٹ کا
دھوکا دے لیا کیا اب بھی ہم تمہارے دھوکا میں
آ سکتے ہیں۔ جب رات ہوئی تو وہ لڑکا گھر نہ
پہنچا۔ گھر والوں نے تلاش شروع کی۔ آخر ایک
جگہ سے اس کی ہڈیاں پڑی ہوئی ملیں۔ معلوم ہوا
کہ اس دن واقعہ میں شیر آیا۔ اور بوجہ امداد نہ
پہنچنے کے لڑکا اس کے حملہ سے بچ نہ سکا
تھا۔
بس جب

جھوٹ کا ماحول

پیدا ہو جاتا ہے تو انسان دھوکا کھا جاتا ہے کہ
کہیں یہ شخص مجھے فریب دے رہا ہو۔ انسان
کی عادت ہے کہ جب اس کے سامنے ایک
کثیر تعداد جھوٹ بولنے والوں کی آئے تو باقی
جو سچ بولنے والے ہوں ان کے متعلق بھی
اسے شبہ ہو جاتا ہے کہ کہیں یہ بھی جھوٹ
نہ بول رہے ہوں۔ فرض کرو میرے پاس دس
آدمی آتے ہیں۔ ان میں سے پہلے نو آدمی
جھوٹ بولتے ہیں اور دسواں آدمی سچ بولتا
ہے لیکن ان پہلے نو آدمیوں کے جھوٹ
بولنے کی وجہ سے میری طبیعت پر یہ اثر ہو گا
کہ [illegible] جھوٹ بول رہا ہے اور اگر دسویں
آدمی [illegible] اگر کوئی تکلیف ہے بھی تو
بھی اس کی امداد کرنے کو تیار نہیں ہوں گا کیونکہ
میں سمجھوں گا کہ جہاں مجھے نو آدمی بیوقوف
بنانے آئے تھے۔ یہ دسواں بھی مجھے
بے وقوف بنانے آیا ہے۔

پس یاد رکھو

قوموں کیلئے جھوٹ

ایک کیڑا ہے جو ان کے برگ و بار کو کھا جاتا
ہے اور انہیں بڑھنے نہیں دیتا۔ یہاں سب
آدمیوں کے سامنے میں نے ان باتوں کا ذکر
اس لئے کیا ہے تاکہ تمہیں اپنی اصلاح کی فکر
ہو۔ کیونکہ میرے ذکر کرنے کی وجہ سے تم شرمندگی
محسوس کرو گے۔ اور آئندہ کوشش کرو گے
کہ تمہیں دوبارہ شرمندگی نہ اٹھانی پڑے
اور اگر اس دفعہ میں تمہاری حیاداری کو نظرانداز
کر دیتا۔ تو آئندہ تمہیں جرأت پیدا ہوتی۔ اور تم
اپنی اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہوتے۔ یہ قاعدہ
ہے کہ جب انسان کو کسی معاملہ میں شرمندہ
ہونا پڑے تو

نفس میں مقابلہ کی قوت

پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ آئندہ کے لئے
اس فعل سے اجتناب کرتا ہے۔ پس میں
افسروں کو اور ماتحتوں کو اور مزارعین کو
سب کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ

سچائی کو اپنا شیوہ بنائیں

اور لوگوں کے سامنے اپنا اچھا نمونہ پیش
کریں جو احمدیت کی اشاعت میں ممد ہو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] نمونہ پیش کریں
جو احمدیت کی اشاعت میں روک ہے۔ سچائی
سے اگر شکست بھی ہو تو وہ ہزار فتح سے بہتر ہے۔
اور وہ فتح جو جھوٹ سے حاصل ہو وہ ہزار
شکست سے بدتر ہے۔ آجکل یہ بات لوگوں
کے منہ پر عام ہے کہ اس زمانہ میں جھوٹ کے
بغیر گزارہ نہیں یہ بات اتنی

بالکل غلط اور بے بنیاد

ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگوں نے سچائی
کو تلاش کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ اور
جھوٹ کا راستہ چونکہ آسان ہے۔ اس
لئے اس طرف مائل ہو گئے۔ اگر ہر ایک
شخص عہد کرے کہ میں جھوٹ نہیں بولوں
گا۔ اور جھوٹ سے حرام کمائی نہیں کروں
گا۔ اور جھوٹ کے تمام راستے اپنے
اوپر بند رکھوں گا۔ تو وہ ضرور سچائی کے
راستہ کی طرف قدم اٹھائے گا۔ اور

سچائی کے رستہ کی تلاش

کرے گا۔ اور یہ قدرتی بات ہے کہ جب
انسان کسی چیز کی جستجو کرتا ہے تو وہ چیز
اسے مل جاتی ہے۔ یہ کہنا کہ جھوٹ کے
بغیر گزارہ نہیں۔ اس کے دوسرے
معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو
جھوٹ بولنے پر مجبور کیا ہے۔ اور سچ
کا راستہ انسان کے لئے بند کر دیا ہے
یہ خیال ان کی کم فہمی کی وجہ سے ہے ورنہ
اللہ تعالیٰ جو رب العالمین اور ارحم
الراحمین ہے اس نے انسانوں کے
لئے سچ کا رستہ کھلا رکھا ہے۔ لیکن
جو شخص جھوٹ کے رستے کو پسند کرتا
ہے اس پر سچ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے
پس یہ بات بالکل غلط ہے کہ جھوٹ کے
بغیر گزارہ نہیں۔ جو شخص سچائی سے اپنی روزی
کمائے گا اللہ تعالیٰ اسے [illegible] کرے۔ یہ

ہو نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ اسے بیکار رکھے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق قدم اٹھاتا ہے۔ مشکلات تو ہر رستہ میں انسان کو پیش آتی رہتی ہیں۔ ہمارے سامنے اس کی مثال موجود ہے کہ انسان سچائی سے ہی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ پہلے مسلمان سچائی کا پابند ہونے کی وجہ سے دنیا بھر میں غالب آ گئے تھے۔ اور ہر حکومت ان کی ناراضگی سے ڈرتی تھی۔ لیکن

آج مسلمان دنیا بھر میں غلام

ہیں۔ آج مسلمان جھوٹے اور ڈرپوک ہیں پہلے مسلمانوں میں بہادری تھی وہ سچے اور راستبازی اور دیانتداری کے لئے اپنی جان دے دیتے تھے۔ لیکن ان چیزوں کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ جب کوئی مسلمان کہتا تھا کہ میں مر جاؤں گا تو لوگوں کو یقین ہو جاتا تھا کہ یہ واقعہ میں مر جائے گا۔ اس لئے لوگ اس کے رستہ سے ہٹ جاتے تھے اور اس کا رستہ چھوڑ دیتے تھے۔ آج ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمان کہتے ہیں کہ ہم مر جائیں گے لیکن ان کی یہ آواز کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ جانتے ہیں کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ پس سچ سے ہی کامیابی ہے اور سچ سے ہی انسان کا رعب قائم رہتا ہے۔ اگر ہمارے افسروں اور ماتحتوں میں ہمارے مزارعوں اور کاشتکاروں میں سچائی کی وہ روح نہیں جو ہم قائم کرنا چاہتے ہیں تو میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ان کو ابھی

حقیقی ایمان

نصیب نہیں۔ انسان دنیا کو دھوکا دے سکتا ہے مگر خدا کو دھوکا نہیں دے سکتا۔ پس میں آج کے خطبہ میں تمام کارکنوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ان میں اس قسم کی کمزوریاں نہیں ہونی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ لوگوں کو ان سے بچنے کی توفیق دے۔ آمین۔

درخواست دعا

خاکسار کے ہاں مورخہ ۲۹/۹/۶۳ کو مردہ بچی پیدا ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی رحم اور احسان ہے کہ اس نے خاکسار کی اہلیہ کو حیات بخشی۔ الحمد للہ۔ لیکن ان کی صحت پر اس کا غیر معمولی اثر پڑا ہے۔ تمام بزرگوں سے درخواست ہے کہ خاکسار کی اہلیہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

خاکسار عطاء الرحمٰن عبد الملک از قادیان

سلسلہ کے نامور خادم محترم مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر کی ربوہ میں وفات

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ہفتہ وار اشاعت ربوہ سے یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی کہ سلسلہ کے نامور خادم محترم مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر انچارج شعبہ زود نویسی مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۶۳ء بروز دو شنبہ ساڑھے چار بجے سہ پہر بعمر تقریباً ۶۵ سال ربوہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک روز قبل مورخہ ۴ اکتوبر کو پونے بارہ بجے دوپہر کے قریب اپنے دفتر میں کام کرتے ہوئے فالج کا حملہ ہوا۔ ہر وقت ہر ممکن علاج معالجہ کے باوجود آپ جانبر نہ ہو سکے اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مورخہ ۶ اکتوبر کو صبح نو بجے دفاتر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے میدان میں محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں اہل ربوہ بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ اور بعد ازاں جنازہ بہشتی مقبرہ لے جایا گیا۔ جہاں مرحوم کی نعش کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت قطعہ خاص صحابہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کی طویل عرصہ کی گرانقدر خدمات سلسلہ کے پیش نظر اور اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو آپ کی شیرخوارگی کے زمانہ میں دیکھا تھا آپ کے صحابہؓ کے قطعہ خاص میں دفن کئے جانے کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

محترم مولوی صاحب مرحوم ان خوش نصیب اصحاب میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خلافت ثانیہ کے مبارک دور میں سلسلہ کی بیش بہا خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ آپ ایک بے مثال زود نویس ہونے کے علاوہ ناشر، مضمون نگار، شاعر اور مؤلف و مصنف بھی تھے۔ ان سب حیثیتوں میں آپ نے بہت گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخلص صحابی حضرت مولوی فخر الدین صاحب آف گھوگھیاٹ ضلع سرگودھا کے فرزند تھے۔

آپ ۲۴ جنوری ۱۹۰۸ء کو پیدا ہوئے۔ ابھی آپ مدرسہ احمدیہ قادیان کی تیسری جماعت میں ہی پڑھتے تھے کہ ایک روز مدرسہ سے گھر جا رہے تھے راستہ میں حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے۔ حضرت مولانا صاحب مرحوم نے حسب عادت پہلے سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے آگے بڑھ کر حضرت مولانا صاحبؓ سے معانقہ کا شرف حاصل کیا۔ حضرت مولانا صاحب نے غیر معمولی طور پر جبکہ آپ کے دائیں ہاتھ کو چوما اور پھر وہاں سے تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ ایسے عظیم پایہ بزرگ کا ایک کمسن بچے کے ہاتھ کو اس طرح سے چومنا بلاوجہ نہ تھا۔ غالباً آپ نے اپنی خداداد بصیرت سے یہ بھانپ لیا تھا کہ اس بچے نے آگے چل کر عظیم الشان قلمی خدمات بجا لانے کا شرف حاصل کرنے والا ہے (بحوالہ ماہنامہ خالد بابت ماہ نومبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۱۶)

۱۹۲۹ء میں آپ نے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ اگلے سال یعنی ۱۹۳۰ء میں آپ روزنامہ الفضل کے ادارہ میں بطور اسسٹنٹ ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ اس حیثیت میں آپ نے مسلسل پندرہ سال تک کام کیا۔ اس عرصہ میں آپ کے بیشمار مضامین اخبار میں شائع ہوئے۔ آپ نے ۱۹۴۱ء سے ہی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات اور تقاریر کو قلمبند کرنا شروع کر دیا تھا چنانچہ مضمون نگاری کے ساتھ ساتھ زود نویسی کے فن میں آپ کو کمال درجہ مہارت حاصل ہو گئی تھی۔ ۱۹۴۵ء میں جب زود نویسی کا علیحدہ شعبہ قائم ہوا تو اس فن میں آپ کی کمال درجہ مہارت کے پیش نظر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہی اس شعبہ کا انچارج مقرر فرمایا۔ اس وقت تک آپ کو اس فن میں اتنی حیرت انگیز مہارت حاصل ہو چکی تھی کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے کام کو سراہتے ہوئے آپ کو حسب ذیل سند خوشنودی عطا فرمائی۔ حضور نے فرمایا:-

"عملی طور پر صرف مولوی محمد یعقوب صاحب ہی اس وقت سب کام کر رہے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے قدرتی طور پر زود نویسی کا ملکہ عطا کیا ہوا ہے، جو اکثر خطبات اور ڈائریاں وغیرہ صحیح لکھتے ہیں ..... ان کے لکھے ہوئے مضمون کے متعلق میرا ذہن یہ تو تسلیم کر سکتا تھا کہ کسی بات کے بیان کرنے میں مجھ سے غلطی ہو گئی ہے مگر میرا ذہن یہ تسلیم نہیں کر سکتا تھا کہ انہوں نے کسی بات کو غلط طور پر تحریر کیا ہے۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۵ء صفحہ ۲۶)

یہ سند قبولیت محترم مولوی صاحب مرحوم کی آئندہ نسلوں کے لئے ہمیشہ باعث صد افتخار رہے گی۔ ۱۹۳۱ء سے جبکہ آپ نے زود نویسی کا کام شروع کیا ۱۹۶۳ء تک ۳۲ سال کے طویل عرصہ میں آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہزاروں پر معارف خطبات، تقاریر، ملفوظات، قرآن مجید کے درس، تفسیری نوٹس اور مجلس مشاورت کی رپورٹیں قلمبند کر کے انہیں آنے والی نسلوں کے لئے ہمیشہ ہمیش کے واسطے محفوظ کر دکھایا۔ ان دنوں آپ تفسیر کبیر کے ایک حصے کے حضور ایدہ اللہ کے قلمی نوٹس کو صاف لکھ کر کتابی شکل میں مرتب فرما رہے تھے۔ تصنیفی کام میں آپ کے شغف کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اپنے مفوضہ فرائض میں گہرے انہماک کے باوجود تاریخ احمدیت مؤلفہ مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد کی تمام جلدوں پر ان کی اشاعت سے قبل نظر ثانی کی۔ انہی دنوں آپ تاریخ احمدیت کی زیر طبع جلد (یعنی جلد پنجم) کی بھی ساتھ کے ساتھ نظر ثانی فرما رہے تھے۔ اور وفات کے روز بھی صبح اس کا ایک غیر مطبوعہ حصہ آپ کے زیر مطالعہ تھا۔ آپ نے زود نویسی کے میدان میں اتنا عظیم الشان کام سرانجام دینے کے علاوہ بعض کتابیں بھی تالیف کیں۔ ان میں سوانح عمری حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بسمل رضی اللہ عنہ اور "چشمہ عرفان بجواب تحریک قادیان" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے اول الذکر بالاقساط الحکم میں شائع ہوئی اور مؤخر الذکر کتابی شکل میں زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئی۔ یہ کتاب بڑی تقطیع کے ساڑھے تین صد صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ ایک عرصہ تک رسالہ "مصباح" کے ادارتی فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔

آپ بہت خاموش طبیعت، نہایت سادہ مزاج، نمازوں اور دعاؤں میں خاص شغف رکھنے والے نیک اور صالح انسان تھے۔ کتب احادیث اور سلسلہ کے لٹریچر پر آپ کو بڑا عبور حاصل تھا۔ حوالہ جات تلاش کرنے میں بھی بڑی مہارت رکھتے تھے۔ کمزوری صحت کے باوجود محنت کرنا ہمیشہ آپ کا شعار رہا۔ دفتر کے اوقات کے بعد بھی کام میں مصروفیت رہا کرتی

آپ پر اچانک فالج کا حملہ ہوا۔ اور آپ نے جان جان آفرین کے سپرد کر دی ؎

بُلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

آپ نے تین بیٹیوں کے علاوہ ایک فرزند عزیز محمود احمد متعلم بی۔ اے سال (دوم) اپنی یادگار چھوڑا ہے۔ مکرم سعید احمد صاحب اظہر مربی سلسلہ مقیم بھوپال۔ مکرم نثار اللہ صاحب (ابن مکرم سعد اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ) اور مکرم محمد ہادی صاحب مونس نامزد استاد احمدیہ سیکنڈری سکول نزی ٹاؤن آپ کے داماد ہیں۔

ادارہ بدر محترم مولوی صاحب مرحوم کی اہلیہ صاحبہ محترمہ۔ آپ کے فرزند صاحبزادوں، برادران ہمشیرہ صاحبہ اور دیگر جملہ دیگر متعلقین سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم مولوی صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں درجات بلند نصیب فرمائے اور اعلیٰ علیین میں خاص مقام قرب سے نوازے نیز جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

محترم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب مرحوم کا ذکر خیر

از مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ انچارج میسور سٹیٹ مقیم شیموگہ

اگر بہ نکوئی بود خاتمت
رسی بود نوبت ماتمت

(۱) مرحوم سے پہلا تعارف ۱۹۵۲ء میں خاکسار بمبئی میں مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیری کی وساطت سے یادگیر کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت پہنچی اور پہلی مرتبہ محترم سیٹھ صاحب مرحوم کے نیاز حاصل کرنے کا موقع ملا۔

(۲) جماعت یادگیر سے تعلق ۱۹۵۳ء میں خاکسار بمبئی سے تبدیل ہو کر حیدر آباد دکن پہنچا ۱۹۵۳ء سے اب تک خاکسار کا جماعت احمدیہ یادگیر اور محترم سیٹھ صاحب مرحوم سے علاقہ کا مبلغ انچارج ہونے کی حیثیت سے مسلسل تعلق رہا ہے۔ البتہ درمیان میں کچھ عرصہ کے لئے یہ جماعت خاکسار کے حلقہ میں نہ تھی مگر اس اثناء میں بھی مرحوم سے تعلقات بدستور رہے۔ مرحوم کی وفات پر اُن کی یاد میں قلبی تاثرات ذیل میں تحریر ہیں:۔

(۳) طویل علالت میں صبر و استقلال عرصہ امارت میں مرحوم دمہ کی مرض میں مبتلا رہے بعض گاہے گاہے ایسی شدت اختیار کر جاتی تھی کہ بس موت کا نظارہ سامنے آجاتا تھا۔ تاہم مرحوم نے اس مرض کا تادم زیست نہایت جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ بستر علالت پر لیٹے لیٹے اور افاقہ کی صورت میں اپنی طاقت کے مطابق دینی کاموں میں ہمیشہ مصروف عمل رہے۔ طویل علالت میں آپ صبر و تحمل۔ استقلال اور جذبہ تشکر گذاری جیسے اخلاق فاضلہ سے ہمیشہ متصف نظر آتے تھے۔ کبھی آپ کی زبان سے جزع فزع بے صبری اور ناشکری کے کلمات سُننے میں نہیں آئے۔ بیماری تو چند دنوں میں انسان کو نکارہ بنا کر رکھ دیتی ہے اور طویل علالت سے مزاج میں چڑچڑا پن پیدا ہو جانا کوئی بعید بات نہیں۔ لیکن اتنی طویل علالت جس میں بارہا موت کے منہ سے آپ کو نجات ملتی رہی آپ کا یہ نمونہ آپ کے صدق دل سے احمدیت کی اتباع کی روشن دلیل تھیں۔

(۴) بحیثیت امیر آپ کے کام تمام خاندان جماعت یادگیر بلکہ اضلاع میں بھی آپ ہر دلعزیز وجود تھے۔ آپ نے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا ہمیشہ خیال رکھا۔ جماعت کے ہر طبقہ یعنی انصار۔ خدام۔ اطفال۔ لجنہ سب کے دینی کاموں اور پروگراموں کی نگرانی خود فرماتے۔ جماعت میں نماز باجماعت کی پابندی نفل عبادت میں ذاتی شوق۔ نماز تہجد کی ادائیگی کا اہتمام اس تعلق سے زائد خاندان و جماعت کی نگرانی۔ مرکزی ہدایت کے مطابق سالانہ جلسوں کے انعقاد کا سلسلہ بڑی پابندی اور استقلال سے جاری رکھا۔ بلکہ کئی دفعہ یادگیر کی بدولت آندھرا۔ میسور سٹیٹ وغیرہ مقامات میں وفد پہنچ جاتا اور سالانہ جلسوں کا انعقاد عمل میں آتا۔ خاص طور پر قریبی غریب جماعتوں کا تو مرحوم نے ہمیشہ خیال رکھا۔ اور اپنی جماعت کی طرف سے تیماپور۔ سترواپور۔ رائچور۔ دیودرگ۔ اڈکور وغیرہ جماعتوں سے سالانہ ممکنہ تعاون فرما کر ان کے سالانہ جلسوں کو ہر لحاظ سے کامیاب بنانے میں تعاون فرمایا کرتے تھے۔ مرحوم جنوبی ہند تبلیغی سکیم کے ابتدائی معاونین میں سے تھے۔ جنوبی ہند کے تبلیغی دوروں میں آپ کے تعاون کا سلسلہ تادم حیات بدستور جاری رہا۔ جماعت کے ہونہار بچوں کو مرکز میں بھجوا کر دینی تعلیم دلانے کے سلسلہ میں اپنے مرحوم والد بزرگوار کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ نے بھی حال میں قدم اُٹھایا تھا۔ خدا تعالیٰ اسے آپ کے لئے صدقہ جاریہ کا موجب بنائے اور آپ کی اولاد کو اُسے وسیع پیمانہ پر جاری کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ یادگیر کا دینی ماحول آپ کی مسلسل توجہ۔ کوشش اور نگرانی کی وجہ سے بفضلہ قابل رشک تھا۔ بہت سے بزرگوں نے (پارٹیشن کے بعد جو حالات میں تغیر آیا) ایسے زمانہ میں قادیان کے بعد یادگیر کے دینی ماحول کو دیکھ کر پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ اللّٰھم زد فزد۔ اشاعت لٹریچر میں بھی مرحوم کی تربیت کی وجہ سے مرحوم کا خاندان بفضلہ نمایاں حصہ لیتا رہا ہے۔ مرحوم مبلغین سلسلہ اور سلسلہ کے کارکنوں کا بہت احترام فرماتے مہمان نوازی کا خلق بھی آپ میں نمایاں تھا خاکسار کو بارہا آپ کے ہاں دورہ کے دوران مسلسل کئی دنوں تک آپ کی مشفقانہ مہمان نوازی سے لطف اندوز ہونے کا موقع حاصل ہوتا رہا ہے۔ جماعت میں آپ نے سادہ زندگی اختیار کرنے کی مہم کو ہمیشہ جاری رکھا اور کوشش کرتے رہے کہ نوجوان اس طرز زندگی کو اپنا کر زیادہ سے زیادہ سلسلہ کی مالی خدمت میں حصہ لیں۔ باوجودیکہ آپ کی صحت مخدوش رہتی تھی۔ پھر بھی جماعتی اور انتظامی امور کی نگرانی سے مرحوم کبھی غافل نہ ہوتے۔ مرحوم اچھے خطیب اور مقرر تھے۔ بہت مؤثر۔ عام فہم اور دلنشین پیرایہ میں سالانہ جلسوں کے مواقع پر خاکسار نے آپ کی افتتاحی تقاریر کئی مرتبہ سنی ہیں۔ میں نے تو اختصار سے آپ کے چند نمایاں اوصاف کا ذکر کیا ہے ورنہ خدا رحمت کرے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔ جماعت کے تمام افراد میں خورد سے لے کر تک نہایت ہر دلعزیز اور کامیاب امیر رہے بلکہ آپ کی نمایاں نیکیوں کی وجہ سے آپ کو صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ممبر ہونے کا بھی اعزاز حاصل تھا۔ آپ کی وفات سے کچھ عرصہ پیشتر آپکی ایک خواب کشنابار پنڈ میں مسجد کی رسم تجویز آپ کی زندگی میں طے پا چکی تھیں۔ اور موصوف نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل توسیع مسجد کے وعدہ کی تکمیل بھی فرما چکے تھے۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو اس کام کی توفیق بخشے اور مرحوم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے زیادہ سے زیادہ خدمت دین میں حصہ لینے کی سعادت عطا فرمائے۔ اللّٰھم آمین۔ مرحوم علاج معالجہ کے سلسلہ میں اکثر حیدر آباد تشریف لایا کرتے تھے جماعت احمدیہ حیدر آباد و سکندر آباد کے نہایت ... ہمیشہ مرحوم سے محبت و احترام سے پیش آتے انکی علالت کے خطرناک مراحل پر خاندان اور جماعت کے افراد کا مزاج پرسی اور عیادت کے لئے ایک تانتا بندھ جاتا تھا۔ ایسے کئی مواقع پر خاکسار نے دیگر بزرگوں کے علاوہ حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس دیر تک بیٹھے بڑے کرب و اضطراب سے انکی صحتیابی کے لئے دعائیں کرتے دیکھا ہے۔ جماعت کے ہر طبقہ کے قلوب میں ان کے لئے ایسی محبت یقیناً ان کی نمایاں نیکیوں اور تقویٰ کی وجہ سے تھی۔

۵۔ ہر دلعزیز شخصیت مرحوم کی نیکیوں میں سے امن کی وجہ سے مرحوم کو یادگیر کے خواص و عوام میں ہر دلعزیزی حاصل ہوئی صرف ایک کا مشتے از خروارے ذکر کیا جاتا ہے۔ تقسیم ملک کے بعد ایک دفعہ یادگیر میں ہندو مسلم فساد کی وجہ سے مسلمانوں کا بے حد نقصان ہوا۔ مرحوم کو ان حالات کی خبر حیدر آباد میں ہوئی۔ لوگ ایسے موقعوں پر اپنی جان بچاتے ہیں۔ مگر اس نحیف الجثہ وجود نے حیدر آباد میں ٹھہرنا پسند نہ کیا۔ بلکہ اپنی جماعت میں پہنچنے کے لئے بیقرار ہو گئے راستہ میں اللہ تعالیٰ نے ... سے خیریت اور حفاظت سے پہنچنے کی بشارت پاکر اپنے عزم میں مزید تقویت حاصل ہوئی۔ آپ انتہائی خطرناک حالات میں یادگیر پہنچے پہنچنے سے پہلے فسادات کا رُخ آپ کے گھر کی طرف بھی پلٹا اور آپ کا گھر محاصرہ میں آگیا۔ ایسے وقت میں جبکہ اکثر مسلمانوں کے گھر لوٹے جا چکے تھے آپ یادگیر میں معروف شخصیت تھے۔ آپ کے گھر کا لُٹ جانا کوئی تعجب کی بات نہ تھی۔ لیکن آپ جیسے مومن کی حفاظت کیلئے تائید ایزدی کا ہاتھ ظاہر ہوا۔ تصرف الٰہی سے ایک ہندو فسادیوں کے آڑے آگیا۔ اور کہتا ہے اس شخص نے ہمیشہ اپنے اموال کو بنی نوع کی فلاح و بہبود کیلئے وقف رکھا۔ اس کا گھر لُٹ جائے اور ہم زندہ رہیں ہمارا یہ ہرگز گوارا نہیں کر سکتا مجھے قتل کرکے تم اندر جا سکتے ہو ورنہ جب تک زندہ ہوں جانے نہ دونگا۔ غرضیکہ خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر لٹیروں کے حملہ سے بچایا۔ اس حملہ سے امن میسر آنے کے بعد جب آپ چوپٹہ پہلا جس جن مسلمانوں کے گھروں میں عورتیں و بچے اسیروں کی طرح ہیں۔ فسادات سے لٹ جانے کی وجہ سے گھروں میں محض اسیروں کی ناتواں کیفیت ہے جس سے کس مپرسی کو نوبت پہنچ رہی ہے۔ مرحوم نے اُن سب کے لئے بے دریغ روپیہ خرچ کیا۔ اور والنٹیرز کے ذریعہ کئی دنوں تک اُن کو مسلسل کھانا پہنچایا۔ آپ نے ایسی نیکیوں کا کیونکہ یادگیر کے مسلمانوں نیز دیگر عوام و خواص کے دلوں میں عزت اور احترام کی بنیاد رکھی تھی۔ اور یوں بھی آپ رفاہ عام کے کاموں میں ہمیشہ حصہ لیتے رہتے تھے آپ کی وفات کا سانحہ ملکی کے باوجود ہر طبقہ پر گہرا اثر ہوا۔ ہزاروں گھرانوں میں اس دن اداسی چھا گئی۔

(۶) دیندار تاجر والد ماجد کی وفات کے بعد کاروبار مشترکہ طور پر پہلے ادارہ کی نگرانی کی ذمہ داری آپ کو تفویض ہوئی دائمی علالت کے دور میں جس طرح اس نازک ڈیوٹی کو آپ نے نبھایا ہے یہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ کئی سال تک رہا ...

ختم نبوت اور وفات مسیح کی حقیقت و اہمیت

اخبار "صداقت" کے ایک مضمون پر مدلل تبصرہ!

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فاضل مبلغ مظفرپور

اخبار "صداقت" پٹنہ ۱۰ر ستمبر میں مستقل عنوان سوال و جواب کے تحت جماعت احمدیہ کے تعلق میں دو سوالات درج ہیں۔ سائل کا نام درج نہیں ہے البتہ مجیب مولانا شاہ عون احمد صاحب قادری خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ بتائے گئے ہیں جن کا نام زیر عنوان درج ہے۔

پھلواری شریف وہ مقام ہے جہاں سے جماعت احمدیہ کے "واجب القتل" ہونے کے فتاوی شائع ہوتے رہے ہیں۔ لیکن آجکل کے مخصوص حالات میں ہندوستانی مسلمان فرقوں کے علماء "مشغلہ تکفیر و منافرت" سے کچھ ہٹ کر منفعتِ اتحاد کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ تعصب اور تنگ نظری کے محدود دائرہ سے نکل کر اسلامی رواداری اور وسعتِ نظر پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ خوشکن تغیر ایک نیک فال ضرور ہے۔ بشرطیکہ علماء زمانہ ذاتی اغراض سے بالا ہو کر اتحاد بین المسلمین اور رواداری کے مستحسن اسلامی اصولوں کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اپنی مشترکہ جدوجہد جاری رکھیں۔ اور اس کے لئے جماعت احمدیہ کے لٹریچر سے مخطوظ اور بہرہ ور استفادہ کریں۔

ہدیۂ تبریک! ان سوالات کے جوابات میں مولانا شاہ عون احمد صاحب نے بھی مہذبانہ اور روادارانہ لہجہ اختیار کیا ہے۔ اور یہ تو ہر شخص کا پیدائشی حق ہے کہ وہ مہذب پیرائے میں اپنے عقائد و نظریات دوسروں کے سامنے پیش کرے بس اختلاف عقائد کے باوجود خاص طور کی اسی نیک تبدیلی پر ہم آپ کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔

اس تمہید کے بعد موصوف کے پیش کردہ مسائل و عقائد پر مدلل تبصرہ پیش کیا جاتا ہے تا قارئین کرام معلوم کر سکیں کہ ان مسائل میں جماعت احمدیہ کا موقف کس قدر صحیح اور جادۂ اعتدال پر مبنی ہے۔

جس ترتیب سے اخبار صداقت میں "ختم نبوت" اور "وفات مسیح" کے مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ اسی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم تبصرہ بھی پیش کر رہے ہیں۔

اوّل بحث یہ ختم نبوت کا عقیدہ کیا اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اگر ہے تو اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے کہاں تک ملتا ہے مع دلیل اور حوالہ کے مفصل جواب بھیجئے۔

ج:- قال اللہ تعالے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ (سورہ احزاب رکوع ۵)

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔۔ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

(ابو داؤد و ترمذی)

قرآن کریم کی نص قطعی (واضح دلیل) سے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہونا ثابت ہے۔" (صداقت ۱۰ر ستمبر)

سوال و جواب میں یہاں جو کچھ کہا گیا ہے جماعت احمدیہ اس کے حرف حرف سے متفق ہے۔ درحقیقت مخالفین کی طرف سے جماعت پر سب سے بڑا یہ بہتان باندھا جاتا ہے کہ یہ جماعت نعوذ باللہ من ذالک حضرت خیر البشر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتی یہ اس بات کا نتیجہ ہے کہ مخالفین جماعت احمدیہ کا لٹریچر مطالعہ نہیں کرتے۔ ہمارا چیلنج ہے کہ جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں کہیں بھی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے نہ صرف انکار نہیں کیا گیا بلکہ جگہ بہ جگہ حضور پرنور کی ختم نبوت کو وجد آفرین الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"میں جناب خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں ایسا ہی میں ملائکہ اور معجزات لیلۃ القدر وغیرہ کا قائل ہوں۔"

(تقریر واجب الاعلان صفحہ)

یہ تحریر جو مشتے از خروارے کے طور پر پیش کی گئی ہے ثابت کر دیتی ہے کہ جماعت احمدیہ کے نزدیک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا عقیدہ ایک بنیادی عقیدہ ہے اور جماعت احمدیہ ہر اس شخص کو جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم نہیں کرتا دائرہ اسلام سے خارج یقین کرتی ہے پس جماعت احمدیہ شاہ صاحب موصوف کی مندرجہ بالا تحریر سے پورا پورا اتفاق رکھتی ہے

ذاتی رائے! مولانا شاہ عون احمد صاحب مندرجہ بالا سوال و جواب لکھنے کے بعد لفظ "یعنی" لگا کر اپنی ذاتی رائے کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں:-

"یعنی آپ پر نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔" (صداقت ۱۰ر ستمبر)

مولانا کی اس ذاتی رائے کے ساتھ بھی ہم اتفاق کر سکتے تھے اگر مولانا موصوف نبی کے ساتھ "تشریعی" کا لفظ بڑھا کر لکھ دیتے کہ:-

"یعنی آپ پر نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا اب قیامت تک کوئی تشریعی نبی نہیں آئے گا۔"

ختم نبوت کے یہ معنے چودہ سو سال سے بزرگان امت کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خُتِمَ بِہِ النَّبِیُّوْنَ اَیْ لَا یُوْجَدُ مَنْ یَّاْمُرُہُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ بِالتَّشْرِیْعِ عَلَی النَّاسِ (تفہیم الٰہیہ تفہیم ۵۳)

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نبی ختم ہو گئے یعنی آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں آ سکتا جس کو خدا تعالے شریعت دے کر لوگوں کی طرف مامور کرے۔

پس اگر مولانا موصوف نبی کے ساتھ "تشریعی" کا لفظ لکھ دیتے تو ہم مولانا کی ذاتی رائے پر بھی "صاد" لکھ دیتے اور ختم نبوت کے مسئلہ پر فریقین کے مابین کوئی اختلاف و تضاد باقی نہ رہتا۔ لیکن افسوس کہ موجودہ صورت میں ہم مولانا کی ذاتی رائے سے اتفاق نہیں کر سکتے اور ہم ہی کیا مسلمانوں کا کوئی فرقہ بھی اس رائے سے متفق نہیں ہو سکتا۔ اگر مولانا شاہ عون احمد صاحب ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں تو ان پر بھی اپنی ذاتی رائے کا سقم بالبداہت ظاہر ہو جائے گا۔ کیونکہ فرقہ ہائے اسلام اس عقیدہ پر قائم ہیں کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسےٰ علیہ السلام آئیں گے۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت قرآن کریم کی "نصوص قطعی (واضح دلائل) سے ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکماء اسلام ہمیشہ اس مسئلہ کو واضح اور مبرہن کرتے چلے آئے ہیں کہ

"من قال بسلب نبوتہ کفر حقا"

(حجج الکرامہ صفحہ ۴۳۱)

کہ جو شخص یہ کہے کہ عیسےٰ علیہ السلام بعد نزول نبی نہ رہیں گے وہ پکا کافر ہے

پس شاہ صاحب موصوف کی ذاتی رائے نہ صرف جماعت احمدیہ اور بزرگان امت کے عقائد کے خلاف ہے بلکہ جملہ فرقہ ہائے اسلام کے عقائد سے سراسر منافی و متضاد پڑی ہوئی ہے۔ فتامل فیہ

بزرگان امت کا عقیدہ ختم نبوت

یاد رہے کہ جس طرح دور حاضرہ کے جملہ فرقہ ہائے اسلام کے کروڑوں مسلمان حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی آمد کا عقیدہ رکھ کر شاہ صاحب موصوف کی اس ذاتی رائے کے خلاف زندہ گواہ موجود ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم احادیث نبوی کے علاوہ اسلام کے نامور امام، مفسرین اور محققین و مجددین بھی "خاتم النبیین" اور "لا نبی بعدی" کے یہی معنے کرتے چلے آئے ہیں کہ اب کوئی صاحب شرع نبی نہیں آ سکتا جو شریعت اسلامیہ کو منسوخ کرے بلکہ اب صرف ایسا نبی آ سکتا ہے جو غیر تشریعی بھی ہو اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا متبع اور امتی بھی۔ اسی سلسلہ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی ایک تحریر اوپر درج کر دی گئی ہے اب تصوف کے امام حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تحریر بھی اس سلسلہ میں ملاحظہ فرمایئے فرمایا:-

"وہ نبوت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے سے ختم ہوئی ہے وہ صرف تشریعی والی نبوت ہے نہ کہ مقام نبوت۔ پس اب ایسی شریعت نہیں آ سکتی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ قرار دے یا آپ کی شریعت میں کوئی حکم زائد کرے۔ یہی معنے اس حدیث کے ہیں ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی ہے میرے بعد نہ رسول ہے نہ نبی یعنی کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو ایسی شریعت پر ہو جو میری شریعت کے خلاف ہو۔ بلکہ جب کبھی نبی آئے گا تو وہ میری شریعت کے تابع ہوگا۔"

(ترجمہ از عربی فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳)

علاوہ ازیں حضرت علی رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت عائشہؓ، حضرت امام طاہر رہ حضرت مولانا جلال الدین الرومی رہ، حضرت امام عبد الوہاب شعرانی حضرت مولانا عبد الکریم جیلانی، حضرت مجدد الف ثانی رہ حضرت نواب صدیق حسن خاں، حضرت مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی بانی دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت ملا علی قاریؒ یہ سب قابل صد احترام بزرگان امت جماعت احمدیہ کے مسلک ختم نبوت سے پورا پورا اتفاق رکھتے ہیں۔ بخوف طوالت ان بزرگان کے اقوال و تحریرات کو یہاں درج نہیں کیا گیا جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں بالتفصیل اس موضوع پر ملاحظہ فرمائیے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ناظم مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" (تحذیر الناس ص ۲۸)

یعنی بزرگان امت بھی مولانا شاہ عون احمد صاحب کی اس ذاتی رائے کی پُر زور الفاظ میں تردید فرما رہے ہیں کہ:۔

"اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا" (صدق امت)

حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث اس سلسلہ میں پیش کی جا سکتی ہیں۔ جن میں بالبداہت یہ بتایا گیا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آئے گا۔ لیکن مضمون کے اختصار کے پیش نظر صرف ایک حدیث پیش کی جاتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر آیت خاتم النبیین کے نزول پر پانچ سال گزر چکے تھے جب کہ آپ کے فرزند حضرت ابراہیمؓ کی وفات ہوئی اس موقع پر حضور پُر نور نے فرمایا:۔

"لو عاش لکان صدیقاً نبیا" (ابن ماجہ جلد ا کتاب الجنائز ص ۲۳۷)

کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور صدیق نبی بنتا۔

مقام غور ہے کہ اگر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم "خاتم النبیین" کا یہ مطلب سمجھتے کہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا" تو آپ اس موقعہ پر فرماتے کہ اگر ابراہیم زندہ بھی رہتا تب بھی نبی نہ بنتا کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ گویا آیت خاتم النبیین صاحبزادہ ابراہیم کے نبی بننے میں روک نہ تھی بلکہ وفات پا جانا ان کے نبی بننے میں روک تھا اسی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے جلیل القدر امام حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:۔

"اگر صاحبزادہ ابراہیم زندہ رہتے

اور نبی ہو جاتے اور اسی طرح حضرت عمر نبی بن جاتے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متبع یا امتی نبی ہوتے ——— اور یہ صورت خاتم النبیین کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ خاتم النبیین کے تو یہ معنی ہیں کہ اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کا امتی نہ ہو۔"

(ترجمہ از عربی موضوعات کبیر ص ۵۹)

قرآن کریم قرآن کریم میں متعدد آیات موجود ہیں جو اس سلسلہ میں پیش کی جاتی ہیں۔ جن میں سے صرف ایک آیت کریمہ درج ذیل ہے فرمایا:۔

"ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین" (النساء ع ۹)

یعنی اور جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اس آیت کریمہ سے بالبداہت ثابت ہوگیا کہ اگر "خاتم النبیین" اور "لا نبی بعدی" کے یہ معنے ہوتے کہ "اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آ سکتا" تو اس آیت کریمہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی شرط کو پورا کرنے والے کے لئے "النبیین" کا لفظ استعمال نہ کیا جاتا بلکہ صرف صدیق شہید اور صالح کے مدارج تک اکتفاء کیا جاتا۔ لیکن ہر شخص قرآن کریم کھول کر دیکھ سکتا ہے کہ یہ درجہ چہارم یعنی مقام "نبوت" بھی اسی جگہ بلکہ تینوں مدارج سے پہلے درج ہے۔ اور ان چاروں روحانی مدارج کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے وابستہ بتایا گیا۔

پس مولانا شاہ عون احمد صاحب منطقی طور پر جبکہ اطاعت الرسول موجب صدیق، شہید اور صالح کے مدارج امت محمدیہ میں ڈنکے کی چوٹ پر تسلیم کرتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ موصوف "امتی نبی" کی آمد سے انکار کر کے "نص قطعی" کے منکر بن جائیں۔ فتفکروا ھذا ان کنتم من المتفکرین۔

بعض لوگ اس جگہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اس آیت میں "مع" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اور اس کے معنے محض ساتھ ہونے کے ہیں اس گروہ میں شمولیت کے نہیں ہیں۔ یہ محض ایک دھوکہ ہے کیونکہ قرآن کریم میں یہ لفظ دونوں معنے میں استعمال

ہوا ہے ورنہ توفنا مع الابرار کی آیت کے یہ معنے کرنے پڑیں گے کہ جب نیک فوت ہوں تو ساتھ ہی ہم کو بھی مار دے۔ اور یہ بالبداہت غلط اور خلاف عقل و نقل بات ہے۔ پس اس کے یہی معنے کرنا پڑیں گے کہ ہمیں نیک بنا کر وفات دے۔ اور زیر تشریح آیت میں تو یقیناً "بمعنے" "من" ہی استعمال ہوا ہے۔ ورنہ آیت کریمہ کے یہ معنے کرنے پڑیں گے کہ امت محمدیہ میں کوئی نبی نہیں ہوں گے بلکہ صرف نبیوں کے ساتھ ہوں گے۔ اور کوئی صدیق بھی نہیں ہوں گے بلکہ صرف صدیقوں کے ساتھ ہوں گے اور شہداء بھی نہیں ہوں گے بلکہ محض شہداء کے ساتھ ہوں گے اور کوئی نیک بھی نہیں ہوں گے بلکہ محض نیکوں کے ساتھ ہوں گے۔ اور یہ معنے ایسے ہیں کہ خود مولانا عون احمد صاحب کے نزدیک بھی بالبداہت باطل ہیں۔ کیونکہ موصوف امت محمدیہ میں مدارج ثلاثہ کو ڈنکے کی چوٹ پر مانتے ہیں۔ لہٰذا ایسے مقام نبوت کو تسلیم کرنے سے انہیں کوئی چارہ نہیں ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و غلامی سے وابستہ ہے۔

پس اس آیت کریمہ سے بھی یہ وضاحت ثابت ہوگیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی تشریعی نبی نہیں آ سکتا۔ اور غیر تشریعی نبی جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا امتی ہو کا آنا "ختم نبوت" اور "لا نبی بعدی" کے ہرگز خلاف نہیں ہے (باقی)

درخواست ہائے دعا

۱۔ مکرم ایم۔ بی۔ حق صاحب انسپکٹر (ملکوما)۔ بنگہ جینار محکمانہ امتحانات میں شریک ہو رہے ہیں اپنی نمایاں کامیابی کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

۲۔ مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ پونچھ کو جسم سے بہت سا خون نکل جانے کے سبب صاحب فراش ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو اپنے فضل سے جلد کامل طور پر شفایاب فرمائے۔ اور بڑھ چڑھ کر دین کی خدمت کا موقعہ دے۔ آمین (ایڈیٹر)

اجتماعی دعا و صدقہ

جماعت احمدیہ سونگھڑہ کے احباب نے خاکسار کی تحریک پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و درازیٔ عمر کے لئے سوں احمد لجنہ کی طرف سے دو بکرے صدقہ دیئے گئے اور بعد نماز جمعہ امیر صاحب سونگھڑہ کی معیت میں اجتماعی دعا کی گئی۔

خادم
سید فضل عمر کٹکی عفا اللہ عنہ
مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
سونگھڑہ

بقیہ ص ۱۲

محترم سیٹھ عبد الحی صاحب کا ذکر خیر

مسلسل کاروبار مستقر کو چلایا اور ہر حصہ دار کو برابر واجبی حصہ ادا کیا۔ جب خاندان کے نوجوان سن بلوغ کو پہنچے۔ اور ان میں کاروبار سنبھالنے کی اہلیت اور سلیقہ پیدا ہوا۔ تو ایسے بے لوث انداز سے آپ اس نازک فریضہ سے عہدہ برآ ہوئے کہ سب خاندان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اور ہر حصہ دار مطمئن ہو گیا۔ جب کاروبار کی تقسیم کے بعد کئی حصوں میں بٹ گیا۔ ہو سکتا تھا کہ بعض افراد نفع میں رہتے۔ اور بعض جو نسبتاً کمزور رہتے گرتے چلے جاتے مگر آپ نے دوراندیشی سے کام لے کر خاندان کے افراد کو ایسے متحد رکھا کہ مرکزہ کی اعانت و سرپرستی کا سلسلہ جاری رہا۔

۷) حسن انجام یہ تو درست ہے کہ کار دنیا کسے تمام نہ کرد۔ تاہم مرحوم کو خدا تعالیٰ نے ایسی تکلیف دہ دائمی مرض میں نہ صرف عزیز و دلی خدمات کی توفیق بخشی بلکہ اپنی کھیتی کی آبیاری اور اسے خون دل سے سینچ کر تیار ہونے اور پھل دینا شروع کرنے کے لائق بن جانے تک زندہ رکھا اور عین اس وقت بلایا جبکہ بلانے کا صحیح وقت آ پہنچا ہے

پُر ہو گیا باغ اب تو پھولوں سے
آ کہ بلبل چلیں کہ وقت آیا

مرحوم کی اولاد میں سے بڑے فرزند مکرم سیٹھ محمد عبد اللطیف صاحب بفضلہ سن شعور کو پہنچ کر کچھ عرصہ سے کاروبار سنبھال چکے ہیں۔ ان سے چھوٹے دو فرزند بھی بفضلہ کاروبار چلانے کے لائق بن رہے ہیں۔ اور سب سے چھوٹے دو فرزند زیر تعلیم ہیں چونکہ آپ کے سب بیٹے اور بیٹیاں باپ کی خدمت میں دن رات ذل حصہ لے کر باپ کی مستجاب دعاؤں سے جھولیاں بھرتے رہے ہیں۔ خاص طور پر آپ کے فرزند اکبر جس نے اپنی اعلیٰ تعلیمی صلاحیتوں کو اپنے باپ کی خدمت پر قربان کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے والد مرحوم کی پاک تمناؤں کا مظہر نوجوان بنائے۔ مرحوم کی وفات سے سب عزیزوں کو صدمہ پہنچا تو طبعی امر تھا۔ دور و نزدیک کے سب شناسا بھی حزین و دلفگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کے درجات ہمیشہ بلند فرماتا رہے۔ انکے اہل و عیال اور جملہ پسماندگان کا ہمیشہ حافظ و ناصر رہے۔ آمین

کرشن اوتار

(از مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر فاضل قادیان و بھارت)

(۱)

تمام مذاہب عالم اس بات پر متفق ہیں کہ آخری زمانے میں گناہوں، بدیوں، ظلموں اور بے انصافیوں کے خلاف اور انصاف، راستی اور توحید باری تعالےٰ کے قیام کے لئے ایک مصلح پیدا ہوگا۔ چنانچہ ہندوؤں کی ایک مشہور اور مقدس مذہبی کتاب گیتا میں شری کرشن کے منہ سے نکلا ہوا خدا تعالیٰ کا قول آج بھی ہندو قوم کے لئے باعث فخر ہے۔ کہ

यदा यदाहि धर्मस्य
ग्लानिर्भवति भारत।
अभ्युत्थानम धर्मस्य तदात्मानं
सृजाम्यहम्॥

(گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۷)

جب بھی دنیا میں بے دینی، گمراہی اور ضلالت کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ تو میں نیکوں کی حفاظت کرنے اور بدکاروں کا ناش کرنے کے لئے روپ دھارن کرکے آتا ہوں۔

اس کا ترجمہ فیضی نے یہ کیا ہے کہ:

چوں بنیادِ دیں سست گردد ہمے
نمایم خود را بشکل کسے

انیسویں صدی کے آخر میں جب سوشل زوال اور پولیٹیکل گراوٹ اور دوسرے تمام گناہ اپنی پوری جولانی کے ساتھ نمایاں ہوئے اور ہندو قوم نے کلجگ کو پورے جوبن کے ساتھ ننگا ناچ ناچتے دیکھا تو بڑے اضطراب سے ایک اوتار کے آنے کی شدید ضرورت محسوس کی جانے لگی کہ:۔

"آجکل کا زمانہ پنچ حیوانی زندگانی کا نمونہ ہے۔۔۔۔۔ اور لوگوں کی ایسی خوفناک حالت سے مکتی کیلئے ایک اوتار کے آنے کی آرزو کر رہا ہے"۔

(اخبار انڈین کلکتہ ۱۳ر اکتوبر ۱۹۰۰ء)

مجوں جوں زمانہ گذرتا گیا ویسے ہی ویسے قوم میں اضطراب اور انتظار شدید صورت اختیار کرتا گیا۔ شری کرشن جی کا ہر سال جنم دن منایا جاتا ہے اور ان کو ان کا وعدہ یاد دلا کر ان سے تشریف لانے کے لئے التجائیں کی جاتی ہیں۔ چنانچہ اس سال بھی جنم اشٹمی کے موقعہ پر التجا کی گئی ہے کہ "اک بار پھر آجا، گئو ئیں چرانے والے" ان کی پکار بے جا نہیں ہے۔ وہ اپنے چاروں طرف جو اخلاقی گراوٹ، کورپشن، سینہ زوری، دھاندلی، ان کے پیش نظر ان کا بھگوان کرشن سے التجا کرنا بجا ہو تو ہے"۔

اس کے ساتھ ہی قوم کو بیدار اور مغالطہ سے بچنے کے لئے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ "ہم اس قدر گمراہ اور گرتاہ بین ہو چکے ہیں کہ اگر بھگوان پھر سے آ بھی جائیں تو بھی ہم انہیں پہچان نہ پائیں گے۔ ہم ان کی عظمت کا صحیح احساس نہ کر سکیں گے۔ دریودھن اور اس کے ساتھیوں، حامیوں اور اس کی خاطر جنگ کرنے والوں نے بھی تو بھگوان کرشن کو پہچانا نہ تھا وہ ان کی عظمت سے غافل رہے"۔

(اخبار پرتاپ جلد ۴۸ نمبر ۲۲۸ - ۳۰ر اگست ۱۹۶۹ء جنم اشٹمی ایڈیشن صفحہ اول بعنوان جنم اشٹمی اتسو)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوئے اوتار

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت اور اس کے وعدہ کے مطابق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالےٰ کے حکم سے مامور من اللہ ہونے کا دعوےٰ فرمایا۔ کہ

"میرا اس زمانہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ مسلمانوں، ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے۔ اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کرکے بھیجا ہے ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔۔۔۔۔

یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین اور آسمان کا خدا ہے۔ اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور عیسائیوں اور مسلمانوں کے لئے مسیح موعود ہے۔ میں جانتا ہوں کہ جاہل مسلمان اس کو سن کر فی الفور یہ کہیں گے کہ ایک کافر کا نام اپنے پر لے کر صریح طور پر کفر کو قبول کیا ہے لیکن یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر میں رہ نہیں سکتا۔۔۔۔۔ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی وہ اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا تعالےٰ کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا"۔

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳، ۳۴ بار دوم ۲ر نومبر ۱۹۰۴ء)

آپ ششدر اور حیران رہ جائیں گے کہ وہی قومیں جو صدیوں سے ایک مصلح کی آمد کا انتظار کر رہی تھیں، اس خدائی آواز کے سنتے ہی کانوں پر ہاتھ دھرنے لگیں اور اس کی صحبت سے فیضیاب ہونے کی بجائے الٹا اس پر طرح طرح کے اعتراضات کرنے لگی۔ اور اس طرح وہ اپنے خیال جاری الامر ہوگئیں کہ

آہ نسترن پہ آواز حق سے بے خبر
اپنے پھل کی شیرینی سے جیسے ہوتا ہے شجر

انہوں نے کرشن جی کے بروز کو نہ پہچانا اور ان کی عظمت سے غافل رہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان میں ایک اعتراض متعلقہ "اوتار" ہو سکتا ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو کرشن اوتار کہلایا اور "ظل اور بروز کا تصور جیسے حلول یا ہندی میں اوتار کہنا چاہیئے عقائد اسلامی کے منافی ہے"۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت برائے فسادات پنجاب (پاکستان) ۱۹۵۳ء ایڈیشن اردو صفحہ ۱۹۹)

رسالہ انوار اسلام جلد ۱۲ شمارہ ۶ جنوری ۱۹۶۱ء بعنوان مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ "کرشن اوتار" ــــ اور کلجگی کرشن کی حقیقت کا انکشاف مصنفہ پنڈت گنگا رام شرما بدھ وطہوری رعبیرہ ہم نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوےٰ اوتار پر اعتراضات کئے ہیں۔ ان اعتراضات کا ماحصل یہ ہے کہ لفظ "اوتار" کا اطلاق خدا تعالےٰ کے ہوتے کے معنوں پر ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا حلول یا تجسم و تشکل ہونا باطل ہے

لفظ اوتار کے معنے ملاحظہ فرمائیں معروف لغت اوتار پر قدر سے بحث کی جاتی ہے۔ لفظ اوتار کے لغوی معنے اترنا یا مبعوث ہونا ہے۔ یہ جب یہ لفظ مضاف۔ مضاف الیہ ہو کر استعمال ہوا ہو۔ سنسکرت لفظ ہے جو اسم اور مذکر ہے اس کا مصدر یا مصدر اوترن (अवतरण) ہے۔ اس لفظ سے آگے اوتار اوترت وغیرہ الفاظ بنتے ہیں۔ لفظ اوترن کے مندرجہ ذیل معنے ہیں۔

(۱) اترنا (۲) پار ہونا (۳) شریر (جسم) دھارن کرنا۔ جنم لینا (۴) پرتکرتی یعنی نقل (۵) پرادربھاؤ۔ ظہور بعثت (۶) گھاٹ کی سیڑھی۔ گھاٹ۔

"اوتار" (۱) پرادربھاؤ۔ ظہور بعثت۔ (۲) نیچے آنا۔ اترنا۔ (۳) جنم گرہن کرنا۔ پیدائش (۴) شریر دھارن کرنا (۵) شریر رچنا۔ پیدائش

(نالندہ وشال شبد ساگر صفحہ ۹۱) اس لغت میں ڈیڑھ لاکھ الفاظ ہیں جسے نول جی نے مرتب کیا ہے)

اس لغت کی رو سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے "کرشن اوتار" کا صاف مطلب یہ ہے کہ "کرشن کا ظہور" "کرشن جی کی بعثت"۔ چونکہ لفظ کرشن اوتار (कृष्ण-अवतार) مضاف مضاف الیہ واقع ہوا ہے۔ لہٰذا اس کا مطلب یہ ہوگا "مثیل کرشن کا ظہور" "بروز کرشن کی بعثت"۔

(۲) مولوی ابو محمد امام الدین صاحب رامنگری بنارسی نے "ہندی اردو لغت" مرتب کی ہے۔ اس میں لفظ اوتار کے مندرجہ ذیل معنے دیئے گئے ہیں:۔

"اوترت۔ اترا ہوا۔ ظہور جسم اختیار کرنا" (ہندی اردو لغت صفحہ ۵۴)

ان معنوں کی رو سے "کرشن اوتار" کا یہ مطلب ہوگا "کرشن کا ظہور"

(۳) مولوی فیروز الدین صاحب لاہور نے "فیروز اللغات" کے نام سے ایک لغت شائع کر رکھی ہے اس میں اوتار کے مندرجہ ذیل معانی لکھے ہیں:۔

(۱) پیغمبر (۲) نیک۔ فرشتہ خو۔ مقدس (۳) بہ خصلت بشر یہ (۴) استاد۔ مرشد۔ (۵) بہ اصطلاح ہنود خدا کا کسی جنم میں داخل ہو کر اصطلاح ہنود خدا کا کسی جنم میں داخل ہو کر اصلاح کی غرض سے دنیا میں آنا۔ (فیروز اللغات صفحہ ۱۳)

۴۔ انجمن ترقی اردو دہلی نے "اردو ہندی ڈکشنری" شائع کی ہے۔ اس میں لفظ پیغمبر یا اسی طرح کے لفظ کے لئے ہندی لفظ "اوتار" ہی مشہور کیا ہے (اردو ہندی ڈکشنری صفحہ ۔۔۔)

خلاصہ یہ کہ سنسکرت۔ ہندی اور اردو لغات کی رو سے زمین سیر کرنے والا (مرتب کنندہ)

نزدیک ہندو اور مسلمان ہیں لفظ اوتار کے معنے پیغمبر، نبی، فرشتہ خصلت، نیک انسان کے ہیں۔ یہی معنے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوے کرشن اوتار میں مراد لئے ہیں۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں "راجہ کرشن ..... اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا۔ اس قدر واضح بات کے ہوتے ہوئے پھر بھی متکلم کے منشاء کے خلاف معنے مراد لینا قابل داد سخن فہمی نہیں ہے۔

لفظ اوتار کے اصطلاحی معنے

بعض الفاظ ایسے ہیں کہ جن کے لغوی معنوں کے علاوہ اصطلاحی معنے بھی ہوتے ہیں۔ ہندو فلاسفی کی رو سے لفظ اوتار کے بھی اصطلاحی معنے مقرر ہیں اور سناتن دھرم کی تو بنیاد ہی اس کے اصطلاحی معنے پر ہے۔ اصطلاحی معنے کی طرف لغت میں اشارات کئے جا چکے ہیں۔ جن کی رو سے خدا تعالیٰ کا متجسم و متشکل ہونا مراد لیا جاتا ہے۔

مذہب پر فلسفہ کا غلبہ

ہندوستان پر ایک وقت ایسا آیا تھا۔ جب مذہب پر فلسفہ کا غلبہ چھا گیا تھا۔ ہندو علماء ہندو نے فلسفہ پر مختلف زاویوں سے کتب تصانیف کیں۔ جو شٹ درشنوں کے نام سے مشہور ہیں۔ اور اس نظریہ کی ایجاد محض اس لئے ہوئی کہ عقل ..... فطرت جو مشرک ہونے سے ہمیشہ بغاوت کرتی رہتی ہے۔ مشرک کی صفاتیہ سے مانوس ہو گئے۔ ادویت تھیوری "ایکم برہم ستیم جگت متھیا" یعنی خدا تعالیٰ کی ہستی سچ ہے اور یہ دنیا ایک بے حقیقت سراب ہے۔ ایک عقیدے کے طور پر رائج ہو گیا۔ اور اس سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ ہر ایک جاندار اور ہر ایک چیز میں خدا تعالیٰ بذات خود موجود ہے۔ جب کبھی اہل دنیا برے اعمال اور گناہوں کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں۔ تو پرماتما کسی ایک انسان میں حلول کر کے دنیا کے سدھار کے لئے آتا ہے۔ جسے اوتار کہا جاتا ہے۔

مسلمانوں میں ویدانت مت سے ملتا جلتا صوفیانہ پایا جاتا ہے۔ جو وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ وہ اس مسئلہ کی بنیاد قرآن مجید کی چند آیات متشابہات پر رکھتے ہیں جیسے "ونفخت فیہ من روحی" کہ ہم نے اس پیدا ہونے والے وجود میں اپنی روح پھونک دی۔ بہرحال ویدانت اور مسئلہ وحدت الوجود نے مسئلہ اوتار کے حلول والے معنوں کی کافی تائید کی اور مذہبی دنیا میں مسئلہ اوتار کے حلول والے معنوں کی کافی تائید کی اور مذہبی دنیا میں مسئلہ اوتار ایک لحاظ سے موضوع بحث بن گیا۔

اصطلاحی لحاظ سے اوتار کے دو معنے ہیں (۱) لفظ اوتار کے اصطلاحی لحاظ سے بھی دو معنے ہیں (۱) پرماتما کا کسی انسان یا جسم میں حلول کر کے بذریعہ جسم متجسم اور متشکل ہونا (۲) جب یہ لفظ مضاف مضاف الیہ کی صورت میں استعمال ہو تو اسکے معنے مثیل یا بروز کے ہوتے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کا کسی انسان کو دنیا کی اصلاح کی غرض سے گذشتہ کسی بزرگ ہستی کے اوصاف حمیدہ دے کر اس کا مثیل یا بروز بنا کر مبعوث فرمانا۔

سناتن دھرم

سناتن دھرمی حضرات اوتار کے معنے شق نمبر ۱ یعنی حلول کے قائل ہیں۔ اور انہی معنوں کے مدنظر "اوتار واد" کے مؤید ہیں۔ وہ حضرت رام چندر جی، حضرت کرشن جی وغیرہم کو پرماتما کا اوتار تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح ہندوؤں میں اور بھی بہت سے فرقے سناتن دھرمیوں کے ہمنوا ہیں۔

آریہ سماجی اور اوتار

ہندوؤں کا ایک نیا فرقہ آریہ سماج ہے وہ سرے سے اوتار واد کا قائل ہی نہیں۔ نہ وہ حضرت رامچندر جی اور حضرت کرشن جی کو پرماتما کا اوتار مانتے ہیں۔ نہ ہی ان کو نبی یا پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔ لفظ اوتار کے معنے وہ صرف پرماتما کے حلول کرنے کے ہی کرتے ہیں۔ مگر عقیدہ کے طور پر وہ ان معنوں کو ماننے سے بھی انکار کرتے ہیں۔ کہ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ اور قادر مطلق خدا کی شان کے خلاف ہے۔ دوسری طرف وہ اوتار کے اصطلاحی معنے مثیل یا بروز یا ظل کے بھی قائل نہیں۔ ان کی حالت نیمے دروں و نیمے بیروں کی وجہ ایک بنیادی عقیدہ ہے آریہ سماج کے عقائد میں۔ قدامت وید سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے خیال میں وید مقدس کے نزول کے بعد قیامت تک نہ تو کوئی الہامی کتاب نازل ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی کوئی نبی یا پیغمبر یا گیانی ہے کہ مبعوث ہو سکتا ہے۔ اگر وید کے بعد بھی کسی الہامی کتاب کے نازل ہونے کا عقیدہ رکھا جائے۔ تو لازماً یہ تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ وہ کتاب کسی نبی یا پیغمبر یا اوتار پر نازل ہوگی۔ اور اس طرح ان کو وید کے بعد تورات اور قرآن کریم کی سچائی کی طرف راغب ہونا پڑے گا۔ اور یہ بات انہیں منظور نہیں۔ اس لئے انہوں نے اوتار کے اصطلاحی معنوں پر زور تو دیا۔ تا کہ استدلال کے ذریعہ ہندوؤں کے باقی فرقوں میں سے ایک تعداد اپنے سماج کی طرف کھینچ سکیں مگر عملی طور پر ان معنوں کو رد کر دیا۔ نہ وہ حلول کے قائل نہ بروز کے مؤید۔ اس طرح انہوں نے سب کچھ وید پر ہی ختم کر دیا۔

خدا سے قادر مطلق کا بطن مادر میں حلول کرنا بالبداہت ناممکن اور فضول ہے لیکن یہ ایک الگ مستقل بحث ہے۔ اس کے نہ ہم قائل ہیں اور نہ ہی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایسا دعوے ہے کہ اللہ تعالیٰ رحم مادر میں حلول کر کے آ سکتا ہے۔ ان معنوں کی رو سے مسلمان علماء یا آریہ صاحبان کا بطور اعتراض احمدیوں کو ہدف ملامت بنانا محض تعصب کی بنا پر ہے یا پھر بطور تجاہل عارفانہ اپنی جہالت کا اظہار ہے۔ حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ حلول کے معنوں کے مدنظر احمدی اوتار کے یہ معنے مراد نہیں لیتے بلکہ وہ مثیل یا بروز مراد لیتے ہیں۔

اوتار بمعنے مثیل

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ اوتار کے معنے مثیل ظل یا بروز کے بھی ہوتے ہیں۔ جس سے مراد یہ ہے کہ مذکورہ دعوے دار گذشتہ مقدس، فرشتہ خو انسان کی خو بو اور اس کے اخلاق حمیدہ اور صفات ستودہ لے کر پیدا ہوا ہے ان معنوں کی تائید میں ہندی لٹریچر نظم و نثر بھرا پڑا ہے۔ اور حتمی طور پر اوتار سے مراد مثیل لیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر نامور شعراء کرام کا کلام پیش کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

گور بسنگھ نیپالی سے

جگت میں گاندھی کیول ایک وہ عیسیٰ کا اوتار
نہیں لیتے ہیں کنتو ایک ہی وریت بار بار اوتار
گھومتے پھرتے ہیں جی یہاں بہیں پر تلسی اور کبیر
یہیں کہیں سورداس کی زبان ...... تا عیسوں تیر

(نظم بعنوان دیہات ..... ہندی ریڈنگ نمبر ۸ مقرر کردہ محکمہ تعلیم پنجاب (بھارت) شائع کردہ محکمہ کنٹرولر پرنٹنگ اینڈ سٹیشنری۔ چنڈی گڑھ ۱۹۶۲ء)

شاعر کے تخیل سے امکانی اختلاف کے باوجود یہ بات بالکل واضح ہے کہ ان اشعار میں شاعر نے اوتار کے لفظ کو بمعنے مثیل یا بروز استعمال کیا ہے اس نے اپنے خیال کے مطابق بتایا ہے کہ آج کی دنیا میں مہاتما گاندھی جی ہی اکیلے ایسے ہیں جو اپنی تعلیمات کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ کے اوتار یعنی ان کے مثیل بروز ہیں۔ پھر بتایا ہے کہ دیہات میں ایسے بھولے بھالے، فرشتہ خصلت لوگ بستے ہیں جو انسانیت کا اوتار ہیں۔ یعنی وہ پیکر انسانیت ہیں۔ پھر شاعر نے بتایا ہے کہ اہل دیہات کی شکلوں میں اوتار یعنی شکل اختیار کرنا چاہتا تلسی داس، سورداس، کبیر داس ملتے جلتے نظر آتے ہیں۔ فصاحت و بلاغت کے رازدان خوب جانتے ہیں کہ تلسی، سور اور کبیر سے مراد اُن کے اخلاق ہیں۔ اور یہ ہرگز مراد نہیں کہ تلسی، سور یا کبیر وغیرہم بزرگوں کی ارواح ان بے شمار دیہاتیوں میں حلول کر کے آ گئی ہیں۔ پس درست یہی ہے جو انحطاط کے طوالت درج نہیں کئے جا رہے۔ جن کا مفہوم یہی ہے کہ اوتار کے معنے بروز اور مثیل کے ہوتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ نامور ہندو اور مسلمان علماء کی لغات سے ہندو شعراء کے کلام سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ لفظ اوتار پیغمبر، نبی اور مثیل کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے گاندھی "عیسیٰ کا اوتار" یعنی گاندھی مثیل عیسےٰ وغیرہ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوے "کرشن اوتار" کا واضح مطلب یہ ہے کہ آپ مثیل کرشن ہیں۔ جس طرح مہابھارت کے زمانہ میں نیک اور فرشتہ خصلت لوگ شری کرشن جی کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے اس وقت ظلم و ستم اور بد اعمالی کا مقابلہ کر کے فتح پائی تھی۔ وہی زمانہ آج ہے۔ آج بھی مثیل کرشن کے ہاتھ کے نیچے لوگ جمع ہو کر ان کی اس لپند تعلیمات کے ذریعہ اخلاقی گراوٹ کرپشن اور بد اعمالی پر فتح پا سکتے ہیں۔ و باللہ التوفیق!

بے قلمی دنیا (بقیہ صفحہ ۲)

ایسے وقت میں اپنی جماعت کو سینما بینی سے منع فرمایا جبکہ فلمی صنعت ابھی اپنے ابتدائی مراحل ہی میں سے گذر رہی تھی اور اس قدر خطرناک نتائج ظہور پذیر نہ ہوئے تھے۔ ایسے وقت میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دوربین نگاہوں نے سینما کی خطرناک مضرتوں کا اندازہ کرتے ہوئے اپنی جماعت کو اس سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔ چنانچہ یہ بات فخر کے طور پر بیان کی جا سکتی ہے کہ سوائے شاذ و نادر کے احمدیہ جماعت کے بیشتر افراد اس سے اجتناب کرتے ہیں۔ نتیجۃً ہمارے نوجوان ان بڑے رجحانات سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ ہیں جن کی شدت کو دیکھ کر آج کا سنجیدہ طبقہ چلا اٹھا ہے۔

پس جب صورت یہ کہ احمدیہ جماعت کا شاندار عملی نمونہ موجود ہے اگر دوسری جماعتیں بھی کوشش کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ بھی کسی نہ کسی حد تک اس میں کامیابی حاصل کریں۔ بیشک ان کے لئے بمقابلہ ہماری جماعت کے ان کے لئے بہت سی مشکلات ہیں کیونکہ ہماری جماعت کی شاندار تنظیم اور مامور من اللہ کی مقدس جماعت کے افراد ہونے کی وجہ سے ذمہ داری کا زیادہ احساس پایا جاتا ہے۔ اور اصلاح کی طرف رجحان نسبتاً عمدہ ہے لیکن پھر بھی اگر کماحقہ کوشش سے کام لیا جائے پوری جدوجہد کی جائے انہام و تفہیم کا طریق اختیار کیا جائے تو بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔ اگر ہمارے اہل وطن اس چیز کی اہمیت کو دیکھ کر ایسی ہمت کا مظاہرہ کریں۔ تو قوم کی یہ بہت بڑی خدمت ہوگی۔ جس کی اس وقت اشد ضرورت ہے!!

چندہ جلسہ سالانہ کیلئے

احباب جماعت عہدیداران کرام، اور مبلغین حضرات سلسلہ توجہ فرمائیں

احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو علم ہوگا کہ امسال ہمارا جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء ۱۸، ۱۹ اور ۲۰ دسمبر کو منعقد ہو رہا ہے اس کے اخراجات کے لئے چندہ جلسہ سالانہ مرکز میں آخر نومبر تک پہنچ جانا چاہیئے۔ ریکارڈ سے یہ ظاہر ہے کہ بہت سی جماعتوں نے تا حال اس طرف پوری توجہ نہیں کی اور انکی طرف سے چندہ جلسہ سالانہ بہت تھوڑا آیا ہے اور بعض کا آیا ہی نہیں یہ چندہ لازمی چندہ جات میں سے ہے۔ اور اس کی ادائیگی ہر احمدی پر اسی طرح فرض ہے جس طرح حصہ آمد اور چندہ عام دینی کی۔ اور اس کی شرح ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ ہے۔

اس اعلان کے ذریعہ سے میں تمام احباب جماعت و عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ ماہ نومبر ۱۹۶۴ء کے آخر تک چندہ جلسہ سالانہ کی پوری وصولی کر کے مرکز میں بھجوا کر اپنے فرائض سے سبکدوش ہو کر عند اللہ ماجور ہوں، تا مرکز کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آواز پر جمع ہونیوالے مہمانوں کی مہمان نوازی کرنے میں دقت پیش نہ آئے۔

اس چندہ کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

"چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی سو فی صدی جلسہ سے قبل ہونی چاہیئے"

امید ہے کہ مبلغین کرام بھی اس کی اہمیت کی پوری پوری وضاحت کر کے جلد سے جلد چندہ ادا کرنیکی تحریک فرماتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت کو اس کی توفیق بخشے آمین۔ یا ارحم الراحمین۔ (ناظر بیت المال قادیان)۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے اور ہر صاحب نصاب پر اسکی ادائیگی فرض ہے کوئی دوسرا چندہ زکوٰۃ کا قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ زکوٰۃ دوسروں کے مال کو پاک کرتی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی رو سے زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئیں۔

تا امسال موجودہ مالی سال کے پہلے پانچ ماہ میں جماعت کے صاحب نصاب احباب کی طرف سے زکوٰۃ میں بہت کم وصولی ہوئی ہے جس کی وجہ سے عام ماہوار اخراجات میں بھی از حد مشکل پیش آرہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ صاحب نصاب مخلصین اس شرعی فریضہ کی فوری ادائیگی فرما کر خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہوں۔ اس فریضہ کی اہمیت کے پیش نظر اگر صحیح طور پر جائزہ لیا جائے تو اکثر گھروں سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے۔ ناظر بیت المال قادیان

نقد و نظر

مجلۃ الجامعۃ

جامعہ احمدیہ ربوہ سے ایک سہ ماہی رسالہ "مجلۃ الجامعۃ" کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔ اب تک اس رسالہ کے تین نمبر شائع ہو چکے ہیں اور تینوں ہماری نظر سے بھی گذرے ہیں۔ ہر نمبر کو پہلے سے زیادہ وقیع اور ٹھوس علمی مباحث سے پُر پایا۔ اس وقت مجلہ کا تیسرا نمبر جس پر ماہ جولائی اگست ستمبر ۱۹۶۴ء درج ہے ہمارے سامنے ہے۔ جس میں نو علمی، ادبی اور تاریخی مضامین ہیں ——— اور ہر ایک مضمون خصوصی مطالعہ کے قابل ہے۔ ان کے بلند پایہ اور دینی پہلو کا اندازہ عنوانات ہی سے لگایا جا سکتا ہے جو یہ ہیں:۔

وحی و الہام کی حقیقت۔ مقطعات قرآنی کے متعلق مختلف آراء۔ حضرت علی کا بیعت ابوبکر سے تخلف۔ کیا انشواقس جو ہے؟ پردہ کی تاریخ۔ سکھ مذہب میں پانچ پیار ے۔ عربی زبان کی بعض امتیازی خصوصیات۔ علامات غزل۔ ربوہ سے گلگت ـــ ہنزا (ایک سیاحت نامہ)

مجلہ ہذا محترم سید داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ محترم ملک سیف الرحمن صاحب سلسلہ کے جید عالم اس کے باقاعدہ مدیر ہیں۔ اور جامعہ کے دو لائق طلبہ نصر اللہ خان ناصر اور رفیع احمد نائب ہیں۔ مجلہ کے اجراء سے فی الواقعہ جماعت کی وہ اہم ضرورت پوری کر دی گئی ہے جو نئے تقاضوں کے ماتحت مسائل اسلامی کی تحقیق و تشریح سے تعلق رکھتی ہے۔ چونکہ یہ رسالہ ایک ایسے ادارہ کی طرف سے شائع کیا جاتا ہے جس کی اپنی بنیاد دین کی اشاعت اور خدمت کی اغراض پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے امید کی جاتی ہے کہ مبلغین سلسلہ کو میدان تبلیغ میں جو تحقیقی مسائل سے سابقہ پڑتا ہے۔ یہ رسالہ ان کی ضرورت کو پورا کرتا رہے گا۔ نہ صرف یہ بلکہ زمانہ کے اس چیلنج کا عملی جواب ہوگا۔ جو الحاد و بیدینی کی بڑھتی ہوئی طاقتوں کے نتیجہ میں مذہب پسند طبقہ کو دیا جا رہا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور پیشگوئی اس امر کی بشارت دی گئی ہے کہ اس فرقہ کے افراد علمی لحاظ سے دلائل کے میدان میں سب پر غلبہ بخشے جائیں گے ـــ اس لئے ادارہ جامعہ ہماری طرف سے مبارکباد کا مستحق ہے۔ کہ اس نے یہ اہم قدم اٹھا کر جماعت کی بہت بڑی خدمت کا دروازہ کھولا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کی کوششوں میں برکت ڈالے۔ اور ان کے اذہان کو جلا بخشے اور ان پر علوم و معارف کے خزانے کھول دے۔ آمین۔

رسالہ ہذا کا سالانہ چندہ چھ روپیہ ہے۔ اور جامعہ احمدیہ ربوہ سے طلب کیا جا سکتا ہے۔

خبریں

کراچی ۱۲ اکتوبر۔ بھارت کے وزیر اعظم شری لال بہادر شاستری قاہرہ کانفرنس سے واپس بھارت آتے ہوئے پاکستان کے صدر ایوب کی دعوت پر آج ۵ گھنٹے کے لئے کراچی رکے۔ ان کا ہوائی جہاز کراچی کے ماڑی پور ہوائی اڈہ پر بھارتی وقت کے مطابق ساڑھے دس بجے پہنچا۔ ان کے سواگت کے لئے پاکستان کے صدر ایوب، وزیر خارجہ مسٹر بھٹو پاکستان کی قومی اسمبلی کے ممبر غیر ملکی سفیر، جنہ ادی جمہوریتوں کے کچھ ممبر اور معززین بڑی تعداد میں موجود تھے صدر ایوب نے شری شاستری کا استقبال کیا اور ان کا تعارف اپنے وزراء، قومی اسمبلی کے ممبروں غیر ملکی سفیروں اور سرکردہ شہریوں سے کرایا۔ ہوائی اڈہ پر استقبال کی رسمی تقاریب کے بعد شری شاستری کار میں بیٹھ کر ایوان صدر چلے گئے۔ جہاں ان میں دونوں ملکوں کے مسائل پر بات چیت شروع ہو گئی۔ پاکستان ریڈیو کی اطلاعات کے مطابق مسٹر شاستری کی آمد پر لوگوں نے پر جوش نعروں سے ان کا استقبال کیا۔ ریڈیو پاکستان کا کہنا ہے کہ دونوں رہنماؤں کے مابین مسئلہ کشمیر نیز بھارت سے پاکستانی مسلمانوں کے نکاس کے امور پر بات چیت ہوئی۔ صدر ایوب اور شاستری کی یہ پہلی ملاقات تھی۔

کراچی ۱۲ اکتوبر۔ وزیر اعظم مسٹر لال بہادر شاستری اور پاکستان کے صدر ایوب خان باہمی مفاہمت بڑھانے اور تمام مسائل منصفانہ اور باعزت طور پر حل کرنے کی ضرورت پر متفق ہو گئے۔ دونوں رہنماؤں کی بات چیت کے بعد شری شاستری نے اخباری نمائندوں کے روبرو ایک مشترکہ بیان پڑھ کر سنایا جس میں کہا گیا کہ دونوں رہنماؤں نے اس امر پر بھی اتفاق کیا ہے کہ باہمی تعلقات بڑھانے کی خواہش کو عملی شکل دینے کے لئے سرکاری نمائندوں میں بھی بات چیت شروع کرائی جائے۔ شری شاستری نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ اُن کی صدر ایوب سے بات چیت مفید رہی ہے۔ دونوں لیڈروں نے دوپہر کے کھانے سے پہلے ایک گھنٹہ ۵ منٹ تک بات چیت کی۔ اور کھانے کے بعد دونوں میں ۲۰ منٹ تک غیر رسمی بات چیت ہوتی رہی۔ شری شاستری کراچی میں ۵ گھنٹے ٹھہرے اور پھر دہلی کے لئے روانہ ہو گئے۔ شری شاستری اور صدر ایوب نے تعلقات بہتر بنانے کے لئے باہمی رابطہ قائم کرنے کا بھی فیصلہ کیا۔

ماسکو ۱۲ اکتوبر۔ روس نے خلائی سفر میں آج ایک اور اہم کارنامہ سرانجام دیا جبکہ اس نے ایک خلائی جہاز میں بیک وقت تین اشخاص کو خلا میں بھیجا۔ اس خلائی جہاز میں ایک ہوا باز، ایک سائنسدان اور ایک ڈاکٹر سوار ہے۔ خلائی جہاز کو کرنل ولادیمیر کوماروف (انجینئر) چلا رہے ہیں۔ دوسرے دو خلابازوں کے نام کانسٹینٹائن فیوکسٹوف (سائنسدان) اور ڈاکٹر بورس یگوروف ہیں۔ ماسکو ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ یہ خلائی جہاز مدار پر پہنچ گیا ہے۔ اور زمین کے گرد چکر لگا رہا ہے۔ تینوں خلاباز ٹھیک ٹھاک ہیں۔ ماسکو ریڈیو کے بیان کے مطابق یہ جہاز طے شدہ راستے کے بالکل قریب پہنچا ہے۔ اس کا نام واشکود (طلوع آفتاب) رکھا گیا ہے۔ یہ پہلا موقع ہے۔ جبکہ ایک سے زیادہ اشخاص کو خلا میں بھیجا گیا۔ خلائی جہاز مقامی وقت کے مطابق ایک بجے دوپہر خلا میں بھیجا گیا۔ اور روس نے جہاز کو خلا میں چھوڑنے کا اعلان اس وقت کیا جبکہ یہ مدار پر پہنچ چکا تھا۔ ماسکو ریڈیو کے بیان کے مطابق تینوں خلاباز شادی شدہ ہیں۔ اس پرواز کا مقصد خلائی سفر کے دوران میں انسان کی طبی و حیاتیاتی صلاحیتوں کا جائزہ لینا ہے۔

پروگرام دورہ

مکرم مولوی جلال الدین صاحب فاضل انسپکٹر بیت المال

جماعتہائے احمدیہ کشمیر ۱۰/۶۴-۱۳ تا ۱۱/۶۴-۲۰

مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ کشمیر و جموں کے عہدیداران مال کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی جلال الدین صاحب فاضل انسپکٹر بیت المال مورخہ ۱۰/۶۴-۱۳ تا ۱۱/۶۴-۲۰ مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق بغرض پڑتال حسابات و وصولی چندہ جات کے سلسلہ میں دورہ کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ جملہ عہدیداران کما حقہ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
۱	قادیان	-	-	۱۳-۱۰-۶۴
۲	سرینگر	۱۴-۱۰-۶۴	۲	۱۶
۳	نئی پورہ	۱۶	۱½	۱۷
۴	ستورت	۱۸	۱½	۲۰
۵	یاڑی پورہ	۲۰	۱	۲۱
۶	چک ایرچھ	۲۱	۱	۲۲
۷	ماندوجن	۲۲	۱	۲۳
۸	آسنور	۲۳	۲	۲۵
۹	رشی نگر	۲۶	۲	۲۸
۱۰	مانلو	۲۸	۱	۲۹
۱۱	اننت ناگ	۲۹	۱	۳۰
۱۲	یاری پاری گام	۳۱	۱	۱-۱۱-۶۴
۱۳	سرینگر	۱-۱۱-۶۴	-	۱
۱۴	باندی پورہ	۲	۲	۴
۱۵	سرینگر	۴	۱	۵
۱۶	کیدرواہ	۶	۲	۸
۱۷	جموں	۹	۱	۱۰
۱۸	سیالکوٹ مع کالابن کرتھی سیلواہ و پونچھ۔ شیندرہ	۱۱	۵	۱۷
۱۹	جموں	۱۷	۱	۱۹
۲۰	قادیان	۲۰	-	-

پروگرام دورہ تبلیغی و تربیتی مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل

مبلغ انچارج اڑیسہ

از مکرم و محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان

مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی جماعت ہائے احمدیہ اڑیسہ کے تبلیغی و تربیتی دورہ کا پروگرام درج ذیل ہے، جملہ عہدیداران اپنی جماعتوں میں ان کے دورہ کو زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کے لئے تبلیغی و تربیتی پروگرام بنائیں اور ان سے تعاون کریں۔ تاکہ دورہ کامیاب ہو سکے۔ مبلغین اڑیسہ اپنے اپنے حلقہ میں ان کے ساتھ رہیں اور ان کی آمد سے قبل پروگرام جماعتوں میں ترتیب دے لیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

تاریخ روانگی	از مقام	تاریخ رسیدگی	تا مقام	قیام
۲۹-۱۰-۶۴	کلکتہ	۳۰-۱۰-۶۴	بھدرک	ایک یوم
۳۱-۱۰-۶۴	بھدرک	۳۱-〃-〃	سورو	دو یوم
۲-〃-〃	سورو	۲-۱۱-۶۴	کٹک	ایک یوم
۳-〃-〃	کٹک	۳-〃-〃	کرڈاپلی	تین یوم بشمول بنیکال برکاپلی و کرپلہ
۶-〃-〃	کرڈاپلی	۷-〃-〃	کٹک	ایک یوم
۸-〃-〃	کٹک	۸-〃-〃	سونگھڑہ	دو یوم
۱۰-〃-〃	سونگھڑہ	۱۰-〃-〃	کیندرہ پاڑہ	ایک یوم
۱۱-〃-〃	کیندرہ پاڑہ	۱۱-〃-〃	بھوبنیشور	ایک یوم
۱۲-〃-〃	بھوبنیشور	۱۲-〃-〃	کیرنگ ستر خوردہ	تین یوم
۱۵-〃-〃	خوردہ	۱۶-〃-〃	کلکتہ	-